انّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

اللہ اکبر

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر: غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۱۵

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۵ؔ/

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۲/

نمبر ۱۸ | مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۳۱ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

شملہ کی تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بخیریت ہیں۔ سارا دن نہایت اہم امور کی سرانجام دہی میں مصروف رہنے کے علاوہ رات کے دو بجے تک بھی کام کرتے رہتے ہیں۔

یہ خبر خوشی سے سُنی جائے گی۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بڑے صاحبزادہ میاں عبدالسلام صاحب عمر کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ ہم اس تقریب پر سارے خاندان کو مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری مولوی فاضل ۱۳؍ اگست ۴ بجے کی گاڑی سے ملک شام کے لئے روانہ ہونگے۔ کراچی تک ان کے سفر کا پروگرام اسی پرچہ میں دوسری جگہ درج ہے۔ احباب ان کے بخیر و عافیت منزلِ مقصود پر پہونچنے اور خدمتِ دین میں کامیاب ہونے کے لئے دُعا فرمائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں وزیر اعظم کشمیر کا تار

مہاراجہ صاحب کشمیر نے دوبارہ معزز مسلمانوں کے وفد سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا

مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی شملہ ایسٹ سے بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں:۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے مہاراجہ صاحب کشمیر کو معزز مسلمانوں کے وفد کو اجازت دینے سے انکار کرنے کے فیصلہ پر نظرِ ثانی کرنے کے لئے جو تار ارسال فرمایا تھا اس کے جواب میں حسب ذیل تار موصول ہوا ہے:۔

امام جماعت احمدیہ فیرویو شملہ۔ بحوالہ آپ کے تار ۲ اگست ہز ہائی نس کی گورنمنٹ کا اب تک بھی یہی خیال ہے۔ کہ ایسی حالت میں جبکہ حالت بدستور سابق ہو چکی ہے۔ اور معاملات رُو بہ اصلاح ہیں۔ کسی بیرونی وفد کی آمد سے یقیناً تازہ جوش اور شبہات پیدا ہوں گے۔ خاص کر ایسی حالت میں جبکہ آپ خود آگاہ ہیں۔ کہ ایجی ٹیشن کی جڑیں بہت گہری ہیں۔

وزیر اعظم کشمیر۔

ضروری اطلاع مطبع ضیاء الاسلام کی مشین داتحن جس مکان میں نصب ہیں۔ اس کی چھت کا ایک حصہ ناگاہ گر گیا۔ کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ شکستہ اشیاء جلد مرمت کرائی جائیں۔ اور اخبار لیٹ نہ ہو۔ لیکن اگر ایسا ہو گیا۔ تو اسکی وجہ حادثہ سمجھ کر معذور قرار دیا جائے۔ (مینیجر)

سری نگر کی لوٹ مار کی حقیقت کھل گئی

لوٹنے والے ہندو تھے نہ کہ مسلمان

(از مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم۔اے۔ سیکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی)

سری نگر کی تازہ اطلاعات سے ظاہر ہے۔ کہ ریاست کی طرف سے سری نگر کی لوٹ مار کی تحقیقات کی جا رہی ہے۔ اور اس سے ثابت ہو رہا ہے۔ کہ ہندوؤں کی طرف سے جو لوٹ مار کی شکایت تھی۔ وہ بالکل بے حقیقت تھی۔ شکایت کرنے والے لوگوں نے خود ہی مال اُٹھا کر اپنے گھر میں رکھ لیا تھا۔ یا کسی دوسرے کے گھر میں رکھ دیا تھا۔ یا ایک محلہ سے اُٹھا کر کسی دُوسرے محلے میں رکھ دیا تھا۔ اور یونہی شور مچا دیا تھا۔ کہ ہم لوٹے گئے ہیں۔

تین ہزار کا نقصان بتانے والا

چنانچہ کہا جاتا ہے۔ کہ درگا داس نامی ایک بزاز اپنا انیس ہزار روپے کا نقصان بیان کرتا تھا۔ اس کی تین دکانیں ہیں۔ ایک دکان اُس نے مہاراج گنج میں نئی خریدی تھی۔ پُرانی دکانوں سے مال اٹھا کر اُس نے اس دکان میں کچھ حصہ رکھ دیا تھا۔ اور شکایت کر دی تھی۔ کہ میرا مال لوٹ لیا گیا ہے۔ کسی مخبر نے پولیس کو اطلاع دی۔ جس پر اُس کی مہاراج گنج کی دوکان کی تلاشی لی گئی۔ چنانچہ بارہ ہزار پانچسو روپیہ کی بزازی اس جگہ سے برآمد ہوئی۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ اس کے علاوہ دو تین مسلمان عورتوں کے سر کے کپڑے خون آلودہ گلے کے ہار۔ کلائیوں کے زیور۔ اور کان کے بعض زیورات بھی برآمد ہوئے۔

نو ہزار کا نقصان بتانے والا

۲۔ ایک شخص پنڈت شو رام کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس نے درخواست دی۔ کہ اس کا نو ہزار روپیہ کا نقصان ہوا ہے۔ اور اب اس کے پاس کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ اس کے گھر کی تلاشی لی گئی۔ اور توشہ خانہ سے چھ ہزار روپیہ کا مال برآمد ہوا۔

ساڑھے چھ ہزار کا نقصان بتانے والا

۳۔ ایک اور شخص شو رام نامی نے شکایت کی تھی۔ کہ اس کا ساڑھے چھ ہزار روپیہ کا نقصان ہوا ہے۔ مگر مکان کے اوپر کی چھت پر سے جو ٹین کے نیچے ہوتی ہے۔ بہت سا مال برآمد ہوا۔ پھر تہ خانے کی تلاشی لی گئی۔ اور وہاں سے بھی مال برآمد ہوا۔ اس شخص نے یہ بھی شکایت کی تھی۔ کہ اس کی پیساں اور سیف بھی چُرایا گیا ہے۔ لیکن تلاشی پر سیف بھی برآمد ہو گیا۔ اور اس میں سے پیساں بھی نکل آئیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ چند مزدوروں نے گواہی دی۔ کہ اس شخص نے دو دو روپے فی مزدور دے کر اپنا سارا مال گھر میں لا کر ڈال لیا تھا۔

مسلمانانِ کشمیر کو بدترین غلامی سے آزاد کرانا ہر مسلمان کا فرض ہے

کشمیر کے ۳۲ لاکھ مسلمان نہایت ہی قلیل التعداد ڈوگروں اور پنڈتوں کے جور و ظلم کے نیچے بہت ہی دردناک زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور اب تو ان پر جبر و تشدد کی حد ہو گئی۔ ان مظالم سے ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو آگاہ کرنے کے لئے ۱۴ اگست "کشمیر ڈے" منایا جائے۔ شاندار جلوس نکالے جائیں۔ عظیم الشان جلسے منعقد کئے جائیں۔ اہم قرار دادیں پاس کی جائیں۔ علاوہ ازیں یتیموں۔ بیواؤں۔ اور زخمیوں کی فوری خبرگیری۔ گرفتاران بلا کی رہائی۔ اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے چندہ جمع کر کے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے نام مسلم بینک لمیٹڈ لاہور میں بھیجا جائے۔

ساڑھے چار ہزار کا نقصان بتانے والا

۴۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک شخص پنڈت چیگلا نامی نے شکایت کی۔ کہ اس کا ساڑھے چار ہزار روپیہ کا نقصان ہوا ہے۔ اور اب اس کے گھر میں کوئی چیز نہیں ہے۔ اس شخص نے ایک مسلمان کا قرضہ دینا تھا۔ اور اڑھائی ہزار روپیہ میں اس کا مال قرق ہو چکا تھا۔ تلاشی لینے پر مال اوپر والی چھت پر سے برآمد ہوا۔ اور گھر سے بھی کچھ مال برآمد ہوا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ شخص فساد سے پہلے اپنا مال گھر لے جا چکا تھا۔

چھ ہزار کا نقصان بتانے والا

۵۔ ایک شخص کنٹھ رام نامی کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس نے چھ ہزار روپیہ کا نقصان ہونے کی شکایت کی تھی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس نے تھوڑی سی ہلدی اور کچھ خربوزوں کے بیج بازار میں بکھیر دیئے تھے اور چند مٹی کے برتن دوکان کے سامنے توڑ ڈالے تھے۔ تاکہ یہ ثابت ہو کہ مسلمانوں نے اس کی دوکان لوٹ لی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ دوکان کی دوسری منزل کی تلاشی لی گئی۔ اور تین کمروں میں سے اس کا تمام مال برآمد ہو گیا۔

دوکان لوٹے جانے کی شکایت کرنے والا

۶۔ ایک شخص شنکر جو جو جائے اور کریانے کی دوکان کرتا ہے اس نے بھی اپنے مال کے لوٹے جانے کی شکایت کی تھی۔ لیکن بیان کیا جاتا ہے۔ کہ تلاشی پر تمام مال اس کے گھر سے برآمد ہوا۔

تین ہزار کا نقصان بتانے والا

۷۔ ایک شخص دینا ناتھ نامی جو زینا کدل کا ہے۔ کریانے کی دوکان کرتا ہے۔ اس نے شکایت کی۔ کہ اس کی دوکان لوٹی گئی ہے اور تین ہزار روپے کا نقصان ہوا ہے۔ ایک مسلمان عورت جو کسی کام کے لئے اس کے گھر گئی تھی۔ اس نے رپورٹ کی۔ کہ اس کا مال اس کے گھر میں موجود ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ تلاشی لینے پر اس کا سارا مال اسی طرح بوروں میں رکھا ہوا اس کے گھر سے برآمد ہوا جس طرح کہ دوکان میں رکھا ہوا تھا۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ اس کے اپنے مال کے علاوہ مندرجہ ذیل مسروقہ مال بھی اس کے مکان سے نکلا۔ چار تھان بزازی دو تھان لٹھا۔ دو تھان اٹالین۔ دو تھان ململ۔ نمک کی تین بوری۔ ایک بوری دار چینی۔ کہا جاتا ہے کہ تھان وغیرہ ایک بوری سے نکلے جس پر منقا ڈالا ہوا تھا۔

چوری کا مال پنڈت کے گھر میں

۸۔ ایک پنڈت جس کا نام نہیں معلوم ہو سکا۔ اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس کے گھر سے بہت سی بزازی چوری کی نکلی۔ وہ بزازی کے تھانوں کے ٹکڑے کر کے رات کے وقت جلاتا تھا۔ کپڑے جلانے کی بو سے محلے والوں کو شبہ ہوا۔ کہ شاید گھر میں آگ لگ گئی ہے۔ اور وہ مکان پر جمع ہو گئے۔ جس وقت معلوم ہوا۔ کہ بہت سی بزازی کے ڈھیر پڑے ہوئے ہیں اور ان میں سے تھوڑی تھوڑی کر کے جلا رہا ہے۔ تو تھانے میں اطلاع دی گئی جس پر ناکہ بندی کی گئی۔ تلاشی لینے پر ایک کمرہ سے تین تھان بزازی۔ تین تھان ململ اور تین تھان دوسری قسم کے کپڑوں کے برآمد ہوئے ابھی اس کے گھر سے اور کپڑے باقی تھے۔ لیکن ایک پولیس افسر اور ایک مجسٹریٹ کی بزدلی یا سازش سے مزید تلاشی نہ لی گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی شملہ سے واپسی

پرائیویٹ سیکرٹری صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز شملہ سے بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں:۔

شملہ ۷ر اگست۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز گیارہ ماہ حال کو بعد دوپہر شملہ سے روانہ ہونگے۔

۹۔ مہاراج گنج کے ہندوؤں نے لوٹ کا مال پھینک دیا۔ [illegible] تو ایک شخص نے ایک پتیلا جو کسی مسلمان کا چرایا ہوا تھا۔ بازار میں پھینک دیا۔ ۱۰۔ ایک مسلمان لوہار کا سائیکل اور بہت سا مال چوری ہوا تھا۔ تلاشی کی خبر سن کر چور نے سائیکل گلی میں پھینک دیا۔ اس کے علاوہ بھی بہت سا مال گھروں سے برآمد ہو رہا ہے۔ جس کی تفصیلات بعد میں بیان کی جائیں گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۱۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۳۱ء | جلد ۱۹

حکومتِ کشمیر کی تحقیقاتی کمیٹی میں عجیب و غریب انکشافات

مسلمانوں کی مظلومیت کا ثبوت سرکاری افسروں کے بیانات سے

تحقیقاتی کمیٹی کی حقیقت

حادثات سری نگر کے متعلق حکومت کشمیر نے جو تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس کے اراکین کے ناموں کا اعلان ہونے پر ہی مسلمانوں نے اسے ناقابل اعتماد قرار دے دیا تھا۔ لیکن جب کشمیر کے کسی ایک مسلمان نے بھی اس میں کام کرنا منظور نہ کیا۔ اور جتنے اصحاب کو دعوت دی گئی انہوں نے کمیٹی کی نوعیت کو مسلمانوں کے لئے ناقابلِ برداشت پا کر اس میں شمولیت سے انکار کر دیا۔ تو کمیٹی از کار رفتہ ہو کر رہ گئی۔ ایسی صورت میں چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ یا تو حکومت کشمیر ایسے ارکان پر مشتمل کمیٹی مقرر کرتی جنہیں مسلمانوں کا اعتماد حاصل ہوتا۔ یا پھر تحقیقات کا ڈھونگ رچانے سے باز آجاتی۔ لیکن یہ دونوں باتیں نظر انداز کر دی گئیں۔ اور خالص ہندوانہ اور سرکاری ملازمین پر مشتمل کمیٹی نے یہ کوشش شروع کر دی کہ ۱۳۔ جولائی اور اس کے بعد حکام ریاست نے مسلمانوں کے متعلق جو رویہ اختیار کیا۔ اور جسے مسلمان انتہائی جبر و تشدد سمجھتے۔ اور بے حد ظالمانہ کارروائی قرار دیتے ہیں۔ اسے حق بجانب ثابت کرے۔ ان حالات میں کمیٹی جس قسم کی شہادتیں قلم بند کر رہی۔ اور جس قسم کا مواد فراہم کر رہی ہے۔ اس کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اور پھر جو نتائج مرتب کئے جائیں گے۔ ان کی نسبت ابھی سے اندازہ لگا لینا کوئی مشکل نہیں۔ تاہم تحقیقاتی کمیٹی کے ذریعہ ایسی عجیب و غریب باتیں منکشف ہو رہی ہیں جن سے ایک طرف تو مسلمانوں کی بے حد مظلومی کا ثبوت ملتا ہے۔ اور دوسری طرف حکومت کی اس کوشش کا پتہ لگتا ہے۔ جو اس کی طرف سے مسلمانوں کو خواہ مخواہ مجرم قرار دینے اور ہر قسم کے الزامات کا مورد بنانے کے لئے نہایت سرگرمی کے ساتھ کی جا رہی ہے:۔

شہادتوں کی اشاعت

چونکہ عام طور پر وہی خبریں اور حالات شائع کرنے کی اجازت دی جاتی ہے جن سے کسی نہ کسی رنگ میں ریاست کی حمایت اور تائید ہوتی ہو۔ بعض شہادتوں کا شائع ہونا تو الگ رہا۔ بند کمرے میں لی گئی۔ اور لی جا رہی ہیں۔ اس لئے تحقیقاتی کمیٹی کی بھی وہی شہادتیں ہندو اخبارات میں شائع ہو رہی ہیں۔ جنہیں ریاست کے حق میں مفید سمجھا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں ان شہادتوں سے ریاست کے تشدد اور مسلمانوں کی مظلومی کے متعلق جو کچھ ثابت ہو۔ اس کی اہمیت اور صداقت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے:۔

حکومتِ کشمیر کا سرکاری اعلان

حکومتِ کشمیر نے یہ دیکھ کر کہ سارے کشمیر میں سے کوئی ایک بھی غیر سرکاری مسلمان اس کے مقرر کردہ کمیشن میں کام کرنے کے لئے تیار نہیں۔ حال ہی میں "حضور منسٹر" کی طرف سے ایک سرکاری اعلان شائع کیا جس کی وجہ یہ بیان کی تھی۔ کہ "چونکہ مسلمان غیر سرکاری ممبر مستعفی ہو گئے ہیں اور کمیشن کے کام میں تاخیر ہو گئی۔ ان حالات میں مہاراجہ صاحب کشمیر کی گورنمنٹ یہ ضروری خیال کرتی ہے۔ کہ ان امورِ واقعہ کی اشاعت میں تاخیر نہ کی جائے۔ جن کے متعلق اگزکٹو حکام نے اطلاع دی ہے۔ اور جو مختلف ذرائع سے حاصل کئے گئے ہیں"

ان امورِ واقعہ اور تحقیقاتی کمیٹی میں اعلےٰ سرکاری افسروں کے بیانات میں نہ صرف بہت بڑا اختلاف اور تضاد پایا جاتا ہے۔ بلکہ جہاں "حضور منسٹر" کے سرکاری اعلان میں سارا الزام مسلمانوں پر تھوپنے کی کوشش کی گئی ہے۔ وہاں سرکاری افسروں کے بیانات سے مسلمانوں کے بے قصور اور مظلوم ہونے کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ جیسا کہ ذیل میں مختصر طور ثابت کیا جاتا ہے:۔

مسلمان کیوں جمع ہوئے تھے

سرکاری اعلان میں لکھا گیا ہے:۔

"۱۳۔ جولائی کو دوپہر کے وقت ۵ ہزار اشخاص کا ایک ہجوم اس مقصد کے لئے جیل کے دروازہ کے باہر جمع ہو گیا۔ کہ ایک قیدی کو چھڑایا جائے جس کے خلاف زیر دفعات ۱۲۴۔ الف و ۱۵۳۔ الف بغاوت اور اشتعال انگیز تقریریں جن کا مدعا دو فرقوں کے درمیان منافرت پھیلانا تھا۔ مقدمہ چل رہا تھا"

ظاہر ہے۔ کہ اس مقصد کے لئے جو ہجوم جمع ہو۔ اس کے خلاف سرکاری حکام کو ہر طرح کی کارروائی کرنے کا حق حاصل ہو سکتا ہے۔ اور یہی حق ثابت کرنے اور مسلمانوں پر جس قدر جبر و تشدد کیا گیا ہے:۔ اسے جائز قرار دینے کے لئے حکومت کشمیر نے مسلمانوں پر یہ الزام لگایا لیکن تحقیقاتی کمیشن میں اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر گوپال رام نے شہادت دیتے ہوئے جہاں یہ کہا۔ کہ "ہجوم نے افسروں کے آنے پر کوئی قابلِ اعتراض بات نہ کہی" وہاں یہ بیان بھی دیا۔ کہ

"میری ذاتی رائے تھی۔ کہ وہ عبد القادر کے مقدمہ کی کارروائی دیکھنے کے لئے آئے تھے"

یہ وہی عبد القادر ہیں۔ جنہیں چھڑا لے جانے کے مقصد سے جمع ہونے کا الزام سرکاری اعلان میں مسلمانوں پر لگایا گیا۔ لیکن ایک ذمہ وار ہندو سرکاری افسر اس کے بالکل خلاف یہ بیان دیتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے جمع ہونے کی غرض محض اس قیدی کا مقدمہ سننا تھی۔

ظلم و ستم کی شرمناک مثال

صرف اسی بیان سے وہ تمام تشدد اور جبر جو نہتے اور پُرامن مسلمانوں پر کیا گیا۔ اور انہیں گولیوں کا نشانہ بنایا گیا۔ نہایت ظالمانہ اور جابرانہ کارروائی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ مقدمہ سُننے کے لئے جمع ہونا کوئی جُرم نہیں۔ ہندوستان اور پنجاب میں آئے دن ایسے سیاسی مقدمات کے سُننے کے لئے ہزاروں کی تعداد میں لوگ عدالت کے پاس جمع ہوتے ہیں۔ لیکن اس بات کی کبھی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ کہ ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی جائے۔ ایسے موقعہ پر حکومت کشمیر کا مسلمانوں کو پہلے لاٹھیاں برسا کر اور ان میں سے کسی ایک کو گرفتار کر کے مشتعل کرنا۔ مگر باوجود اس کے مسلمانوں کا پُرامن رہنا اور پھر انہیں گولیوں سے ہلاک اور زخمی کرنا ظلم و ستم کی ایسی شرمناک مثال ہے۔ جو ریاست کشمیر میں ہی دیکھی جا سکتی ہے:۔

مسلمانوں پر قیدی چھڑانے کا غلط الزام

دوسری بات جو سرکاری اعلان میں مسلمانوں کو خاک و خون میں تڑپانے کے وحشیانہ فعل کو جائز قرار دینے کے لئے بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے۔

"پولیس نے ۴۔ اشخاص کو گرفتار کر لیا۔ اس سے ہجوم اور بھی غصہ میں آگیا۔ اور اُس نے پولیس پر پتھر اور روڑے پھینکنے شروع کئے۔ اور چار قیدیوں کو آزاد کرا لیا۔ جنہیں جیل میں سے جایا جا رہا تھا"

اگر ہجوم سے فی الواقعہ یہ حرکت سرزد ہوئی۔ تو حکام کے لئے تشدد کرنے کی وجہ پیدا ہو سکتی تھی۔ لیکن ریاست کے ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس نے تحقیقاتی کمیٹی میں جو بیان دیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے

کہ یہ الزام بھی سراسر غلط مسلمانوں پر لگایا گیا ہے۔ چنانچہ اُس نے کہا:-

"پولیس والوں نے ہجوم کے پانچ اشخاص گرفتار کر لئے۔ سی۔ آئی۔ ڈی۔ افسر نے کہا۔ کہ جن اشخاص کو ہم نے گرفتار کیا ہے۔ وہی اصلی مُجرم ہیں۔ ان پانچ گرفتاروں کو جیل کے صحن میں لائے۔ ہجوم جو پہلے منتشر ہو گیا تھا۔ پھر اکٹھا ہو گیا۔ چوبی دروازہ کے باہر کھڑا ہو گیا۔ اور پتھر پھینکنے شروع کر دیئے۔ اس سے پہلے ہم نے انہیں پتھر پھینکتے نہ دیکھا تھا"۔

پھر کہا "میں پانچ گرفتاروں کو آہنی دروازہ کے راستہ جیل کے اندر لے گیا"۔

یہ اُس افسر کا بیان ہے۔ جو ریاست میں نہایت ذمہ وارانہ پوزیشن رکھتا ہے۔ جس نے اس وقت خود گرفتاریاں کیں۔ اور جس نے بالفاظ خود تجویز کی۔ کہ گولی چلانے کا حکم دیا جائے "میں نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے کہا۔ کہ صورتِ حالات سخت نازک ہے۔ اور آپ ضرور گولی چلانے کا حکم دیں"۔

ایسے گرم مزاج اور گولی چلانے کی بار بار تجویز کرنے والے شخص نے اپنے سارے بیان میں کہیں بھی یہ نہیں کہا۔ کہ پولیس نے جن اشخاص کو گرفتار کیا تھا۔ انہیں ہجوم نے چھڑا لیا۔ بلکہ وُہ چار کی بجائے پانچ کی تعداد بتا کر یہ کہتا ہے۔ کہ وُہ خود ان کو جیل کے اندر لے گیا

اس سے ثابت ہے۔ کہ حکومت نے اپنے اعلان میں مسلمانوں پر قیدیوں کو چھڑا لینے کا جو الزام لگایا ہے۔ وُہ بھی سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ اور یہ اسی کے ایک اعلےٰ افسر کے بیان سے ظاہر ہے۔

مسلح پولیس سے بندوقیں چھیننے کا الزام

سرکاری اعلان میں ایک اور الزام مسلمانوں پر یہ لگایا گیا "کہ کچھ قیدیوں نے مسلح پولیس سے بندوقیں چھیننے کی کوشش کی۔ اور چند ایک سپاہیوں کو زخمی کر دیا"۔

یہ بھی نہایت سخت الزام ہے۔ لیکن پولیس کے ان اعلیٰ افسروں میں سے کسی نے اپنے بیان میں اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ جن کے بیانات شائع کئے گئے ہیں۔ وُہ پولیس افسر جو بقول خود دور سے پتھروں کے پھینکے جانے پر گولی چلانے کا مشورہ دے سکتے تھے ممکن نہیں اگر انہوں نے کسی کو بندوقیں چھینتے دیکھا ہو۔ تو اس کا ذکر نہ کرتے۔ لیکن چونکہ انہوں نے اس بات کا قطعاً ذکر نہیں کیا۔ اس لئے کسی صورت میں بھی اسے درست نہیں سمجھا جا سکتا۔

گولی چلانے سے پہلے ذمہ وار افسر نے متنبہ نہ کیا

مذکورہ بالا نہایت شدید لیکن سراسر بے بنیاد الزام لگانے کے بعد حکومت نے یہ دکھانے کے لئے کہ باوجود اس کے کہ ہجوم ایسے خطرناک افعال کا مرتکب ہُوا۔ اور اس نے پُورے تشدد سے کام لیا۔ پھر بھی حکام نے ان سے نہایت نرمی کا سلوک کیا۔ اور ہر طرح اس بات کی کوشش کی۔ کہ کسی کو کوئی گزند نہ پہونچے۔ اور مجمع بغیر کسی قسم کی تکلیف اٹھائے منتشر ہو جائے۔ یہ لکھا:-

"اس پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس نے جنہیں تار کاٹے جانے سے پہلے ٹیلیفون کے ذریعہ بلا لیا گیا تھا۔ ہجوم کو تنبیہ کی۔ کہ اگر غیر قانون مجمع منتشر نہ ہُوا۔ تو گولی چلا دی جائے گی۔ لیکن ہجوم نے اس انتباہ کی جانب کوئی غور نہ کیا۔ اور حملہ وغیرہ جاری رکھا۔ اس پر پولیس کو حکم دیا گیا۔ کہ گولی چلا دی جائے"۔

ان سطور میں مجمع کو تنبیہ کرنے والا پہلا شخص ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بتایا گیا ہے۔ اور قانون کے رُو سے بھی اس قسم کی تنبیہ کا حق مجسٹریٹ کو ہی حاصل ہے۔ پولیس کا کوئی اعلےٰ سے اعلےٰ افسر بھی مجاز نہیں۔ کہ مجمع کو ایسی تنبیہ کرے۔ اور پھر گولی چلوا دے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب اول تو "لوہے کے گیٹ کے دوسری طرف کھڑے رہے۔ اور پھر مع اپنی پارٹی کے "سیڑھیوں پر چڑھ گئے"۔ نہ وُہ مجمع کے پاس آئے۔ اور نہ مجمع کو منتشر کرنے کے متعلق ان پر جو قانونی ذمہ واری عائد ہوتی تھی۔ اسے انہوں نے پُورا کیا۔ مجمع کو صرف ڈپٹی انسپکٹر جنرل نے گولی چلانے کی تنبیہ کی۔ جسے قانون اس بات کی قطعاً اجازت نہ دیتا تھا۔ اور جو اس موقعہ پر گولی چلانے کا بڑا اشائق نظر آتا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے بیان میں کہا:-

"میں نے حکم کی تعمیل کی۔ اور ہجوم سے کہا۔ کہ یہ مجمع خلافِ قانون ہے۔ اس لئے اسے منتشر ہو جانا چاہیئے"۔

اس کے بعد جب مجمع منتشر نہ ہُوا۔ تو گولی چلا دی گئی۔ اب اگر اور باتوں سے قطع نظر بھی کر لیا جائے۔ تو یہی ایک ایسی خلاف قانون کارروائی ہے۔ کہ گولیوں کے ذریعہ مرنے اور زخمی ہونے والے تمام مسلمانوں کے قتل کی ذمہ واری سرکاری حکام پر عائد ہوتی ہے۔ اور اس کے بعد جو کچھ ہُوا۔ اس کا ذمہ وار بھی انہی کو قرار دینا چاہیئے۔ گو ہم جانتے ہیں۔ جو کچھ کیا جائے گا۔

کتنی بار گولی چلائی گئی

سرکاری اعلان میں گولی چلانے کا ذکر اس انداز سے کیا گیا ہے کہ گویا صرف ایک بار گولی چلائی گئی۔ لیکن ڈپٹی انسپکٹر جنرل کے بیان سے ظاہر ہے۔ کہ متعدد بار چلائی گئی۔ چنانچہ پہلی دفعہ گولی چلانے کا حکم ملنے کے متعلق کہا "ایک دستہ نے دو دفعہ گولی چلائی"۔ "اس کے بعد ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دو راونڈ اور چلانے کو کہا"۔ گویا دو بار گولی پھر چلائی گئی۔ "پھر وُہی حکم دیا گیا"۔ یعنی چھ بار گولی چلائی گئی۔ "اس کے بعد ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے حکم دیا۔ کہ ہر دو دستے تین راؤنڈ اور چلائیں"۔ یعنی تین باڑیں اور ماریں۔

کیا اس سے ظاہر نہیں۔ کہ نہتے مجمع کو نہایت ہی سفاکی اور بے دردی سے قتل اور زخمی کیا گیا۔ اور ان حالات میں ہلاک ہونے والوں کی جس قدر تعداد کا اندازہ مسلمان لگاتے ہیں۔ اس کے درست ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

عجیب و غریب بیان

ڈپٹی انسپکٹر جنرل نے جہاں اپنے بیان میں متعدد بار گولی چلانے کا ذکر کیا ہے۔ وہاں سرکاری اعلان کے مقابلہ میں جس میں "جیل کے باہر گولیوں سے چھ بلوائی ہلاک ہُوئے" لکھا ہے۔ کہا۔ اتنی بار گولیاں چلنے کے بعد بھی مجھے گرا ہُوا۔ یا زخمی کوئی شخص نظر نہ آیا"۔ "میں نے ہجوم میں سے ایک شخص کو بھی زخمی نہ دیکھا۔ ہجوم کے لئے زخمیوں کو واپس لے جانا ناممکن تھا"۔ اگر یہ بتا دیا جاتا۔ کہ اس وقت بار بار جو گولیاں چلائی گئیں۔ وُہ آٹے کی تھیں۔ یا مٹی کی۔ تو اتنی بار گولیاں چلانے کے باوجود کسی کو زخمی تک نہ دیکھنے کا بیان زیادہ پختہ ہو جاتا۔

ہندوؤں کے مالی نقصانات کی حقیقت

سرکاری اعلان میں جہاں ظالم ہندوؤں کو بے حد مظلوم دکھا کر عام ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف مشتعل کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہاں ان کے مالی نقصان کا بھی خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ان کے مصائب کی تفصیل بیان کرتے ہُوئے لکھا ہے:-

"اس فساد میں لاکھوں کی جائداد کا نقصان ہُوا"۔

مگر اس کی حقیقت ڈپٹی انسپکٹر جنرل کے صرف ایک فقرہ سے ظاہر ہو جاتی ہے کہ

"امیرا کدل میں بھی ایک شخص یہ کہہ رہا تھا۔ کہ اس کا تین لاکھ روپیہ کا نقصان ہُوا ہے۔ مگر جب میں بعد میں اسے ملا۔ تو اُس نے مجھے کہا۔ کہ میرا کوئی نقصان نہیں ہُوا"۔

مسلمانوں کے حق میں ایک اور شہادت

باتیں تو اور بھی کئی ایک ہیں۔ لیکن ریاست کے عدل و انصاف اور تحقیقاتی کمیٹی کے نتائج کا اندازہ لگانے کے لئے یہی کافی ہیں۔ البتہ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس (سی۔ آئی۔ ڈی) مسٹر گوپال سنگھ کی شہادت کا یہ حصہ مسلمانوں کے بے قصور ہونے کا مزید ثبوت ہے:-

"سوال۔ کیا آپ کو یہ علم تھا۔ کہ ۱۳۔ جولائی کو فساد ہوگا۔ جواب نہیں مجھے صرف اتنا ہی پتہ تھا۔ کہ دروازہ جیل پر اتنا ہی ہجوم ہوگا۔ جتنا کہ پہلے عدالت میں جمع ہو گیا تھا۔ سوال۔ کیا آپ نے امکان فساد کے متعلق کوئی انتظام کیا۔ جواب نہیں"۔

یہ اس صیغہ کے اعلیٰ افسر کا بیان ہے۔ جس کا کام پوشیدہ در پوشیدہ حالات کا پتہ لگانا ہے۔ لیکن وُہ اس قسم کی معمولی سے معمولی تیاری کا بھی مسلمانوں کے متعلق انکار کرتا ہے۔ جس کی بنا پر ان افعال کا ارتکاب ممکن ہے۔ جو حکومت کشمیر نے مسلمانوں کی طرف منسُوب کئے ہیں۔ دراصل اس خونیں داستان کا موجب سرکاری حکام کا ظالمانہ طریقِ عمل ہُوا ہے۔ ورنہ مسلمان نہ تو ان افعال کے مرتکب ہوئے۔ جو ان کی طرف منسُوب کئے جاتے ہیں۔ اور نہ اس قسم کے ارادہ سے وُہ گئے تھے۔

صداقتِ احمدیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد اور اس میں کامیابی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل کا سلسلہ بہت طویل ہے۔ بلکہ مجھے یہ کہنے دیکجئے۔ کہ وہ ختم ہی نہیں ہو سکتا۔ آپکی زندگی کا ہر پہلو۔ آپکے کام کی ہر تفصیل۔ شاندار اور مستحکم اور مسلسل دلائل ہیں۔ اور یہ داستان ایسی لذیذ اور حقائق سے پر داستان ہے۔ کہ ہمیں ساری عمر بیان کرنے میں مزا آتا ہے۔ مگر وہ ناتمام ہی رہ جائیگی۔ ہر شخص کے لئے دلائل کا جدا رنگ اور جدید پہلو ہے۔ میں اس وقت صرف ایک پہلو کو لینا چاہتا ہوں۔

بعثت کی غرض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض اسلام کا احیا اور اس کی اشاعت کا ایک محکم نظام قائم کرنا تھا۔ آپ مبعوث ہوئے تھے۔ اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکر آئے تھے اور وہ غرض تھی۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی مقصد شریف عزیز کے لئے نازل ہوئے۔ ہمیں دیکھنا چاہیئے۔ کہ کیا آپ مقصد میں آپ کامیاب ہوئے؟ کیا اس مقصد کا کوئی محکم اور مستقل نظام آپنے قائم کیا؟ اور اس مقصد شریف کے رنگ میں کیا آپکی غرض دنیا دنی تو نہ تھی۔ یہ تین امر ہیں۔ اگر ہم واقعات کی روشنی میں یہ ثابت کر سکیں کہ آپ اس مقصد میں کامیاب ہوئے۔ اور آپنے اس مقصد کی آڑ میں دنیائے دنی کو کبھی اپنا مقصد نہ سمجھا۔ تو آپ کی صداقت پر یہ ایک غیر فانی دلیل ہوگی۔

اس مقصد میں آپ کی کامیابی کے لئے سب سے پہلی چیز جو میں سمجھتا ہوں۔ یہ دیکھنے کی ہے۔ کہ حصول مقصد کے لئے آپنے کیا طریق اختیار کیا۔ اور وہ طریق ناقابل شکست ہے یا نہیں؟

اسلام کی صورت میں تکمیل دین

آپنے قرآن مجید اور اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور تمام برکات اور فیوض کا سرچشمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اتباع اور آپ کی محبت میں فنا ہو جانا بتایا۔ تمام ادیان کو اپنی جگہ پر ایک صداقت میں خدا کی طرف سے آنے والے قرار دیکر آپنے حقیقت دین کی تکمیل کو اسلام کی صورت میں پیش کیا۔ اور اظہار الدین کے لئے ایسا طریق پیش کیا۔ جو فطرت کی دبی ہوئی قوتوں کو بیدار کرنے والا اور خدا کی طرف لے جانے والا تھا۔

اسلام کے ثمرات

آپنے اسلام کی صداقت کے لئے اس کے ثمرات کو پیش کیا۔ کہ وہ ہمیشہ قرآن مجید کے دعوی کے موافق تازہ بتازہ ہیں۔ تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا۔ یعنی دین کامل کی مثال ایک ایسے درخت کی ہے۔ جس کی جڑ ثابت ہو۔ اور شاخیں آسمان میں ہوں۔ اور وہ ہر وقت اپنا پھل دیتا ہو۔ حضرت مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا تھا۔ کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آپکو ثمر اسلام کے رنگ میں پیش کیا۔ اور دنیا بھر کے مذاہب کے لیڈروں کو بلایا کہ وہ اپنے مذہب کے ثمرات پیش کریں۔ اگر وہ مذہب مر نہیں گئے۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ان کا تعلق باقی ہے۔ تو یقیناً خدا ان کی دعائیں قبول کرے گا اور قبل از وقت غیب کی خبروں سے انہیں آگاہ کریگا۔ مگر اس مقابلہ کے لئے ایک شخص بھی یہود۔ نصاریٰ۔ آریوں وغیرہ میں سے کھڑا نہ ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جوش کے ساتھ کہہ اٹھے ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

آپ کی تمام زندگی ان انقلاب آفریں اور زلزلہ افزا دعووں سے بھری ہوئی ہے۔ آپنے ہندوستان سے لے کر یورپ اور امریکہ تک کے مدعیوں کو اس مقابلہ کی دعوت دی۔ اور یورپ اور امریکہ کے اخبارات نے ان مدعیوں کو ابھارا۔ مگر آخر یہی ثابت ہوا۔

چہ ہیبت ہا بدا دند ایں جواں را ۔ کہ ناید کس بمیدان محمد

اندرونی اور بیرونی تمام مخالفین کو آپنے روحانی مقابلہ کی دعوت دی۔ مگر کسی کو ہمت نہ ہوئی۔ پس آپنے اظہار الدین کے لئے جو حربہ دنیا کے سامنے رکھا۔ وہ بالکل صاف۔ کامل اور معاً ایمان افزا اور بصیرت افروز تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے دعوت مقابلہ

پھر یہ حربہ آپکے وجود کے ساتھ ختم نہ ہو گیا۔ بلکہ اپنی جماعت کو بھی اسی روحانی حربہ سے مسلح کر کے آپ رخصت ہوئے۔ چنانچہ آپکے جانشین اور خلیفہ (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) نے اسی حربہ کی دعوت کی تجدید کی اور بارہا کی ہے۔ مگر کسی کو آزمائش کے لئے آگے آنے کی جرأت نہیں ہوتی۔

نیا علم کلام

آپنے ایک ایسا علم کلام پیش کیا۔ کہ اس کے مقابلہ میں بھی کوئی ٹھہر نہیں سکتا۔ آپنے مناظرہ کا اسلوب اور محاذ ہی تبدیل کر دیا۔ یہ کہہ کر کہ ہر ایک دعوی اور دلیل اپنی کتاب سے پیش کرو۔ اس غیر متزلزل طریق کو پیش کرکے آپنے دنیا کے تمام مذاہب پر اتمام حجت کر دی۔ اور یہ اسلام کے اظہار علی الملل کا ایک ایسا کھلا کھلا ثبوت ہے۔ کہ کوئی شخص بھی انکار کی گنجائش نہیں رکھتا۔

فتح اسلام کی گارنٹی

اس سلسلے میں براہین احمدیہ سے لے کر حقیقۃ الوحی چشمہ معرفت اور پیغام صلح تک جو لٹریچر آپنے مسلمانوں کے ہاتھ میں دیا ہے۔ وہ فتح اسلام کی گارنٹی ہے پس اس لحاظ سے کہ اظہار الدین کے پہلو کو لے کر آپ کامیاب ہوئے یہ اب ایک ثابت شدہ صداقت ہو گئی ہے۔

مخالفین کی شہادت

چنانچہ آپکے وصال پر جب ہندوستان کے اخبارات میں آپ کی زندگی پر تبصرے کئے گئے۔ تو اخبار وکیل امرتسر نے جو نہ اس وقت احمدی تھا اور نہ آج۔ اس نے جو کچھ لکھا اس کے چند فقرات میں دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا۔ اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے۔ اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا جو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا۔ خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا

مرزا صاحب کی اس رفعت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کروایا ہے۔ کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔ ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے۔ کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے۔

مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دیئے۔ جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا۔ بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔

مرزا صاحب کی یہ خدمت آنیوالی نسلوں کو گراں بار احسان رکھے گی جنہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا۔ اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا۔ کہ جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایت اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آتے قائم رہے گا۔ اس کے بعد آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت سر انجام دی ہے ان کی آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریروں سے اس دعوی پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے۔ کہ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے۔ ناممکن ہے۔ کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جائیں۔ آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو جو اپنی اعلیٰ خواہشیں اس طرح مذہب کے مطالعہ میں صرف کرے۔"

مجھے ضرورت نہیں۔ کہ اس خصوص میں اور بحث کروں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کا نصب العین کیا تھا۔ یہ ایک اخبار کی رائے ہے جو ہندوستان کے مسلمانوں کے تعلیم یافتہ اور سنجیدہ طبقہ کی رائے کا آئینہ تھا۔ یہ خروج تحسین یہ اظہار صداقت آپ کی وفات کے بعد ہوا۔ اور اس کو اس اثر سے ہوا۔ جو آپ سے اختلاف رائے رکھتا تھا۔

پھر آپ کی ماموارانہ زندگی کے آغاز میں مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو رائے براہین احمدیہ کے شائع ہونے پر دی۔ وہ یہ ہے :۔

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے

ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔ اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی وجانی وقلمی ولسانی وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے۔ جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب بتادے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ سماج و برہم سماج سے اس زور شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔ اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کرے جنہوں نے اسلام کی نصرت مالی وجانی وقلمی ولسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بیڑا بھی اٹھالیا ہو۔ اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو۔ کہ جسکو وجود الہام کا شک ہو۔ وہ ہمارے پاس آکر اس کا تجربہ و مشاہدہ کرے۔ اور اس تجربہ اور مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزا بھی چکھا دیا ہو۔“

ان شہادتوں کے بعد مجھے اس سلسلہ میں کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ ہاں ابتدائی زندگی پر ریویو نگار اسے تیرہ سو سال کے اندر ایک یگانہ حامی اسلام قرار دیتا ہے۔ اور مرنے کے بعد اسے فتح نصیب جرنیل کہا جاتا ہے اور اسکی خدمات متعلقہ حمایت اسلام کی بےنظیری کا اعتراف کیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اس نے خدا کی رضا کے لئے کیا کوئی ذاتی مقصد اس کا نہ تھا وہ تو یہ کہتا تھا۔ کہ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہ خدا کا برگزیدہ دنیا میں آیا۔ اور اسلام کے لئے وہ مصائب اور مشکلات کی تیز دھار تلوار پر ایک کامیاب جرنیل کی طرح سے گزر گیا اور اس نے اپنی موت پر فتح کے ساتھ اسلام کی فتح کا نعرہ بلند کر دیا۔

نعرہ تکبیر

اللہ اکبر! اللہ اکبر!! اللہ اکبر!!!

اشاعت اسلام کے متعلق نظام

پھر اشاعت اسلام اور استحکام جماعت کے لئے اس نے ایک ایسا مستقل نظام چھوڑا جو دنیائے اسلام میں اشاعت اسلام کا واحد علمبردار ہے۔ وہ کون لوگ ہیں جو افریقہ کے حضرت بلال کے بھائیوں کو عیسائی ہونے سے بچا رہے ہیں وہ اسی مسیح موعود کے خادم ہیں۔ جنہوں نے متمدن دنیا کے مرکز میں اللہ اکبر کی صدا بلند کرنے کیلئے سب سے پہلی مسجد کی بنیاد ڈالی۔ اور اس کو مکمل کر دیا۔ وہ اسی کے نام لیوا اور خادم ہیں۔ امریکہ میں کس کا پھریرا اڑ رہا ہے وہ اسی کے ادنیٰ خادموں کی جماعت ہے۔

غرض آپ ایک کامیاب اور فتح نصیب جرنیل کی طرح آئے۔ اور یہ دعویٰ کیا۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے اس کی زندگی کے نظام عمل اور اس کے نتائج آج دنیا کے ہر گوشہ میں اور ہر اسود و احمر کے منہ سے یہ صدا بلند کر رہے ہیں۔ کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء لاریب تو صادق ہے۔ اور لاکھوں انسانوں کی جماعت پر زور درود پڑھتی ہے اور اس طرح پر انکی آواز ملائکہ و مقربین کے ساتھ فضا میں گونج رہی ہے۔ فتبارک من علم و تعلم اللھم صل علی محمد و آل محمد و بارک وسلم

صداقت کا آفتاب قادیان کی سرزمین سے طلوع ہوا۔ اور آج آفاق میں اس کا نام بلند ہو رہا ہے۔ نعرہ تکبیر اللہ اکبر۔ (خادم عرفانی)

صداقت احمدیت

مہدی موعود کا ظہور

اسلامی روایات کے ماتحت مسلمان ایک لمبے عرصہ سے اس مہدی موعود کے منتظر تھے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس نوید کے مطابق کہ کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و امامکم منکم .... حکماً عدلاً فیکسر الصلیب۔ ویقتل الخنزیر۔ دنیا میں عدل و انصاف قائم کرنے۔ کاسر الصلیب اور قاتل خنزیر کا خطاب پانے کے لئے آنے والا تھا۔

پس امت محمدیہ چشم براہ تھی۔ اور وہ گھڑی گھڑی اس انتظار میں گذار رہی تھی۔ کہ کب وہ گلہ بان آئے جس کے آنے سے اسلامیوں کی متفرق بھیڑیں اکٹھی ہوں۔ اور پھر دنیا پر شوکت اسلامی کا پرچم لہرائے۔ اور وہ تشتت جس کی وجہ سے مسلمان رسوائے عالم ہو گئے۔ دنیا سے محو و ناپید ہو جائے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف مسیح و مہدی کی بعثت کی نوید ہی نہیں دی تھی۔ بلکہ اس زمانہ کی علامات بھی بیان فرما دی تھیں۔ تا جس وقت دنیا پر وہ نشانات رونما ہوں۔ ہر اہل عقل سمجھ لے۔ کہ اب مسیح موعود کی بعثت کا زمانہ آگیا۔

اب دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ وہ تمام علامات جن کا مسیح و مہدی کی بعثت کے ساتھ ظاہر ہونا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا تھا۔ اس زمانہ میں پوری ہو گئی ہیں یا نہیں۔ اگر وہ پوری نہیں ہوئیں۔ اور وہ نشانات جو مسیح و مہدی کے بیان کئے گئے تھے۔ سب پردہ اخفاء میں چھپے ہوئے ہیں۔ تو بے شک کہا جا سکتا ہے کہ کوئی مسیح و مہدی بھی نہیں آ سکتا۔ مگر ہم تو دیکھتے ہیں۔ وہ تمام علامات جن کا پورا ہونا مسیح کی بعثت کے ساتھ لازمی تھا۔ پوری ہو گئیں۔ اور ایسے کھلے طور پر پوری ہو گئیں کہ بڑے بڑے معززاور اہل علم لوگوں کو اس کا اعتراف ہے۔

چنانچہ ”حدیث الغاشیہ“ کے مصنف نے جو ۱۳۰۱ھ میں ہوئے صاف طور پر اقرار کیا ہے۔ کہ ”علامات صغریٰ تو سب کے سب ظاہر ہو چکے“ صفحہ ۱۹۸ ”چھوٹی موٹی نشانیاں جو قیامت کی ہونے والی تھیں وہ سب ہو گئیں“ صفحہ ۱۹۳

اسی طرح نواب صدیق الحسن خان صاحب مرحوم اپنی کتاب حجج الکرامہ میں جو ۱۲۹۱ھ میں شائع ہوئی لکھتے ہیں۔ ”مہدی کے ظہور کا زمانہ اب قریب ہے۔ تمام علامات صغریٰ ظاہر ہو چکی ہیں اور عالم اور اہل عالم میں ایک تغیر عظیم پیدا ہو گیا ہے۔“ صفحہ ۳۹۵

پھر ان علامات کو پورا ہوتا دیکھ کر زمانہ ظہور کے متعلق لکھتے ہیں۔ ”یہ زمانہ من انشاء اللہ تعالےٰ ہم چنان زمانہ است اگرچہ بتعین تعت صحیح نشدہ“ یعنی مہدی کا زمانہ میرے موجودہ زمانہ کے بالکل ساتھ ہے۔ اگرچہ ٹھیک وقت مقرر نہیں کیا جا سکتا“ صفحہ ۳۶۵

پھر اپنی اولاد کو وصیت کی

”اگر بر تقدیر الٰہی از ادراک ایں سعادت عظمیٰ و موہبت کبریٰ محروم مانم و عمر مستعارم وفا نکند ایشاں ہرگز از خود بہ تقصیرے در ابلاغ دین اسلام برکت انجام میمنت التیام راضی نشوند و خویش را از دریافت ایں نعمت بے بدل و نصرت مہدی و عیسیٰ بجان و مال معذور و مقصور و مجبور نہ دارند“ یعنے اگر میں تقدیر الٰہی سے اس نعمت کے حصول سے محروم رہ جاؤں۔ اور میری عمر وفا نہ کرے۔ تو میری اولاد کو چاہیئے وہ میرا سلام مہدی و مسیح کو پہنچا دیں۔ اور اس کی جانی اور مالی اعانت سے ہرگز دریغ نہ کریں۔

ان حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ آج سے بہت عرصہ پہلے علامات مہدی کو پورا ہوتے دیکھ کر لوگوں کو یقین ہو گیا تھا۔ کہ امام وقت کا ظہور بالکل نزدیک ہے۔ مگر افسوس جب وہ خدا کا محبوب حضرت مرزا غلام احمد کی شکل میں مبعوث ہوا۔ تو مطابق آیت کریمہ فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ۔ لوگوں نے انکار کر دیا۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے مہدی کے ظہور کا سن لفظ ”چراغ دین“ میں بیان فرمایا ہے۔ یعنی ۱۲۶۸ھ دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۴

حضرت نعمت اللہ ولی جو چھٹی صدی ہجری میں ہوئے ہیں انہوں نے بھی لکھا ہے

<table>
<tr><td>از نجوم ایں سخن نمے گویم</td><td>بلکہ از کردگار مے بینم</td></tr>
<tr><td>غین و رے سال چوں گذشت از سال</td><td>بو العجب کار وبار مے بینم</td></tr>
<tr><td>ا۔ح۔م۔ دال مے خوانم</td><td>نام آں نامدار مے بینم</td></tr>
<tr><td>مہدی وقت و عیسیٰ دوراں</td><td>ہر دو را شہسوار مے بینم</td></tr>
</table>

یعنے خدا سے علم پا کر نہ کہ کسی نجوم کی بنا پر میں یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ مجھے بتایا گیا ہے۔ ۱۲۰۰ھ ہجری گزرنے کے بعد دنیا میں عجیب و غریب حالات ظاہر ہونگے اور اسی زمانہ میں وہ مہدی و مسیح ظاہر ہوگا جس کا نام احمد ہوگا

یہی بات دیگر بزرگوں نے بھی کہی ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں ”بعض از مشائخ و اہل علم گفتہ اند کہ خروج او (مہدی) بعد از دوازدہ صد سال از ہجرت شود و نیز از سیزدہ صد سال تجاوز نہ کند“ یعنے بعض مشائخ اور اہل علم نے کہا ہے۔ کہ مہدی موعود کا ظہور ۱۲۰۰ھ ہجری کے بعد ہوگا۔ اور کسی صورت میں ۱۳۰۰ھ سے تجاوز نہ کریگا (حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۴) اس کے بعد اپنی رائے یوں تحریر کرتے ہیں۔

”چوں ایں قرن کہ در شمار جمل از سنین ہجرت سیزدہم است نود سال گذشتہ و مہدی ظاہر نشد بخاطر مے رسد کہ شاید بر صد چہاردہم ظہور و اتفاق رفتہ“ یعنی موجودہ صدی میں سے جو ہجرت کی تیرھویں صدی ہے ۹۰ سال گزر چکے۔ مگر مہدی ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ میرا خیال ہے۔ کہ شاید مہدی چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوں گے۔ حجج الکرامہ صفحہ ۳۹۵

غرض جن لوگوں نے بھی آمد مہدی کے متعلق کچھ لکھا۔ وہ چودھویں صدی کی ابتداء سے آگے نہیں بڑھے۔ گویا یہ انتظار کی آخری حد تھی۔ سو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ عین چودھویں صدی کے شروع میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

تمدنِ اسلام

جنگ کے متعلق اسلام کے احکام

اِس مضمون کا ایک حصہ گزشتہ پرچہ میں درج ہو چکا ہے۔ لیکن اہمیت کے لحاظ سے یہ مضمون چونکہ زیادہ وضاحت چاہتا ہے۔ اِس لئے مختصراً بعض اور باتیں درج کی جاتی ہیں۔

لشکر کشی کے وقت کی بے احتیاطیاں

اسلام سے قبل لشکر کشی کے وقت بے احتیاطی اور لاپرواہی کی وجہ سے ناکردہ گناہ لوگوں کو بھی سخت نقصان اٹھانا پڑتا تھا۔ افواج مارچ کرتے وقت بے گناہ رعایا کی فصلوں وغیرہ کو تباہ کر دیتی تھیں۔ اور ان کا مال و اسباب لوٹ لیتی تھیں۔ اور پھر پڑاؤ ڈالنے میں بھی نہایت بے احتیاطی سے کام لیا جاتا تھا۔ اِس بات کا قطعاً خیال نہ رکھا جاتا تھا۔ کہ فوج کا قیام دوسروں کی تباہی اور نقصان کا موجب نہ ہو۔ اور ان لاپرواہیوں کا شکار ہر قسم کے لوگ ہو جاتے تھے۔ خواہ جنگ شروع کرنے میں ان کا کوئی دخل ہو یا نہ ہو۔

رسولِ کریمؐ کے احکام

تاریخ عالم اس امر پر شاہد ہے۔ کہ اس قباحت اور ظلم و تعدی کا استیصال کرنے میں سب سے پہلے ہمارے ہادی برحق صلے اللہ علیہ وسلم نے عملی قدم اٹھایا۔ چنانچہ آپ نے ان غفلت شعاریوں سے نہایت سختی کے ساتھ روکا۔ بلکہ یہاں تک فرمایا۔ کہ جو مجاہد اسطرح کریگا۔ اس کا جہاد جہاد نہیں ہوگا۔ اور حکم دیدیا۔ کہ پڑاؤ ڈالتے وقت فوجیں ادھر ادھر نہ پھیلا کریں۔ بلکہ سمٹ کر تنگ سے تنگ جگہ میں سمانے کی کوشش کریں۔ چنانچہ ابوداؤد نے لکھا ہے۔ کہ لوگ اس طرح سمٹ کر پڑاؤ ڈالتے تھے کہ ایک چادر تان دی جاتی۔ تو سب اس کے نیچے آجاتے۔ اِن الفاظ کو انہی معنوں میں لینا چاہیئے۔ جن میں ایسے محاورات کے لئے جاتے ہیں۔

گزشتہ جنگ عظیم میں کیا ہُوا

اس میں شک نہیں۔ کہ اس وقت یورپین اقوام میں قانون ہے کہ انہوں نے افواج کے لئے مستقل پڑاؤ مقرر کر رکھے ہیں۔ انہیں رعایا پر دست درازی سے بھی سختی کے ساتھ روکا ہے۔ لیکن گزشتہ جنگ عظیم نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہ احتیاطیں صلح کے زمانہ تک ہی محدود تھیں۔ عین جنگ کے دنوں میں بیسویں صدی کا مہذب یورپ اس مقام کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتا جس پر آج سے تیرہ صدیاں پیشتر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عرب ایسی جاہل اور اجڈ قوم کو کھڑا کر کے دکھا دیا۔ جنگِ عظیم کے ابتداء میں جرمنی افواج کو بلجیم نے جب اپنے علاقہ سے گزرنے کی اجازت نہ دی۔ تو اس زبردست حکومت نے بلجیم جیسی چھوٹی سی سلطنت کے ساتھ جو کچھ کیا۔ وہ انسانیت کے ماتھے پر کلنک کے ٹیکہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

غیر متعلق لوگوں کے اموال کی حفاظت

پھر رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسلامی افواج کے لئے غیر متعلق اور غیر جانبدار لوگوں کے مال و منال کو لوٹ لینے کی شدت سے ممانعت فرمادی۔ حالانکہ یہ وہ زمانہ تھا۔ جب جنگ کے دوران میں تو درکنار عام حالات میں بھی جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے مقولہ پر عمل ہوتا تھا۔ ابوداؤد میں ایک انصاری کی روایت ہے۔ کہ ہم ایک مہم پر گئے۔ اور رسد نہ ہونے کے باعث سخت تنگی میں تھے۔ کہ بکریوں کا ایک ریوڑ نظر آیا۔ بعض لوگوں نے اسے لوٹ کر گوشت پکانا شروع کر دیا۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جب خبر ہوئی۔ تو آپ تشریف لائے۔ گوشت ہانڈیوں میں اُبل رہا تھا۔ آپ کے ہاتھ میں کمان تھی۔ جس سے آپ نے ہانڈیاں اُلٹ دیں۔ اور فرمایا۔ اس کی لوٹ کا مال مُردار گوشت کے برابر ہے۔ اسلام اور تلوار کو لازم و ملزوم قرار دینے والے خدارا انصاف سے بتائیں۔ کہ اس زمانہ کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا یہ غیر معمولی واقع نہیں۔ اور کیا یہ اس امر کا ناقابل تردید ثبوت نہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی ناکردہ گناہ پر ناقابل برداشت حالات میں بھی ادنے سے ادنے تعدی یا ناانصافی جائز نہ سمجھتے تھے۔ اور سوچنا چاہیئے۔ جو انسان معمولی کھانے پینے کی اشیاء کو بزورِ شمشیر حاصل کرنے کو حرام قرار دیتا ہے۔ وہ ایمان جیسی قیمتی اور عزیز ترین متاع کو تلوار کے ذریعہ چھین لینا کس طرح جائز سمجھ سکتا ہے۔

ہمیں معلوم نہیں۔ اس وقت جنگوں میں کیا دستور ہے۔ لیکن اگر بفرضِ محال یہ تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ اس وقت یہی دستور ہے۔ کہ کسی ناکردہ گناہ کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ تو بھی زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ یورپ نے اپنی شانِ تہذیب کو برقرار رکھنے کے لئے اسلامی تعلیم کی پیروی کو ضروری سمجھا ہے۔ ہاں اسلام سے قبل اس قسم کے قواعد ہرگز نہ مل سکیں گے۔

دیگر ہدایات

اس کے علاوہ ایک اور ہدایت جس پر آج تک مہذب کہلانے والی اقوام پوری طرح عمل پیرا نہیں ہو سکیں۔ یہ تھی کہ گوشہ نشین عابد و زاہد لوگوں کو قتل نہ کیا جائے۔ اور نہ ہی ان کے معابد ڈھائے جائیں۔ پھر حکم تھا۔ کہ کوئی پھلدار درخت نہ کاٹا جائے۔ کوئی کھیت نہ جلایا جائے۔ کوئی عمارت یا آبادی ویران نہ کی جائے۔ مواشی کی کونچیں نہ کاٹی جائیں۔ یہ وہ ہدایات ہیں۔ جو انتہائی جہالت و تاریکی کے زمانہ میں اسلام نے دنیا کے سامنے پیش کیں۔ اور عرب کے انسانوں سے ان پر عمل کرا کے دکھا دیا۔ لیکن کیا یہ تعجب کا مقام نہیں۔ کہ اس وقت کی مہذب دنیا ابھی تک اس قدر شائستگی اپنے اندر پیدا نہیں کر سکی۔ کہ ان مفید عام اور سراسر ضروری قواعد کی پابندی کر سکے۔ جنگِ عظیم میں بلجیم کے علاقہ سے جرمن افواج کے گزرنے کے حالات جو لوگ اخبارات میں پڑھتے رہے ہیں۔ وہ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ کس طرح تمام ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔ بڑی بڑی خوبصورت اور سر بہ فلک عمارات کو چشم زدن میں پیوند خاک کر دیا گیا۔ اور نباتات اور حیوانوں کو ہلاک کرنے کے علاوہ گھروں میں مقیم لوگوں کا خون بھی نہایت بے دردی سے بہایا گیا۔ بڑے بڑے گرجے تباہ کر دیئے گئے۔ غرضکہ ہلاکت خیزی ایسی عام تھی۔ کہ کوئی چیز اس سے بچ نہ سکی۔ اور جو کچھ بھی سامنے آیا۔ بغیر سوچے سمجھے اور دیکھے بھالے اڑا دیا گیا۔

یہ مختصر سا مرقع ان ہدایات اور احکام کا ہے۔ جو اسلام نے جنگ کے متعلق دیئے ہیں۔ اور یہ صرف ہدایات ہی نہ تھیں۔ بلکہ ان تمام پر نہایت سختی سے عمل ہوتا تھا۔ مسلمانوں کی فوج کے ساتھ ایسا مارشل لاء جاری ہوتا تھا۔ کہ کسی اور قوم کی فوج میں اس کی نظیر ملنی محال ہے۔ بڑے بڑے اکابر صحابہ لشکر کے ساتھ ہوتے۔ جو ہر فروگزاشت پر سپہ سالار کو متنبہ کرتے اور احکامِ الٰہی یاد دلاتے۔

مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل کی روانگی

مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل جالندھری انشاء اللہ تعالیٰ ۱۳ اگست کو ۴ بجے بعد دوپہر کی گاڑی سے ملک شام میں تبلیغ کے لئے دار الامان سے روانہ ہونگے۔ اور ان کا پروگرام حسب ذیل ہوگا۔

تاریخ	مقام	وقت
۱۳ اگست	بٹالہ	۵ بجے شام
"	امرتسر	۶ " "
"	لاہور	۷½ " "

۱۴ اگست روانگی از لاہور بذریعہ کراچی میل ۹ بجے دن۔

تاریخ	مقام	وقت
" "	رائے ونڈ	۱۰½ بجے دن
" "	منٹگمری	۱۲½ بجے دن
" "	میاں چنوں	۲¼ بجے بعد دوپہر
" "	خانیوال	۳ بجے " "
" "	لودھراں	۴¾ " " "
" "	بہاولپور	۵¼ " " "
" "	سماسٹہ	۵½ " " "
" "	ڈیرہ نواب	۶¼ " " "
" "	خانپور	۷¾ " " "
" "	روہڑی	۱۱¾ بجے شب
۱۵ اگست	نواب شاہ	۳¼ بجے صبح
" "	حیدرآباد سندھ	۵ " "
" "	کوٹری	۵¾ " "
" "	کراچی شہر	۹ " "

۱۶ اگست بروز اتوار جہاز پر روانگی ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ احباب مولوی صاحب کے بخیریت پہنچنے کے لئے دعا فرمائیں۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

نظارتوں کے اعلانات

نظارت اعلٰی کے اعلان

ذیل کی انجمنوں کے کارکنوں کے انتخاب کی منظوری کا اعلان کیا جاتا ہے ۔ ناظر اعلٰی قادیان

جماعت احمدیہ سرگودہا کے کارکن

(۱) پریزیڈنٹ — مولوی غلام نبی صاحب

(۲) وائس پریزیڈنٹ — ملک غلام رسول صاحب شوق ایم - اے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس

(۳) جنرل سکرٹری — منشی محمد عبد اللہ صاحب بوتالوی

(۴) جائنٹ سکرٹری — منشی غلام محمد صاحب محرر ضلع

(۵) محاسب — ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب پرائیویٹ پریکٹیشنر

(۶) امین — بابو محمد سعید صاحب

(۷) محصل — ۱- میاں فضل الدین صاحب

(۲) — ۲ منشی تصدق حسین صاحب

(۸) نقیب — میاں فضل الدین صاحب

(۹) سکرٹری تبلیغ — بابو محمد سعید صاحب

(۱۰) سکرٹری امور عامہ — حافظ عبد العلی صاحب بی - اے

(۱۱) سکرٹری امور خارجہ — " (۲) " "

(۱۲) سکرٹری وصایا — منشی غلام محمد صاحب

(۱۳) سکرٹری تعلیم و تربیت — ملک گل محمد صاحب ریڈر

(۱۴) سکرٹری تالیف و تصنیف — حافظ عبد العلی صاحب بی - اے

(۱۵) آڈیٹر — ۱- بابو شاہ محمد صاحب ملازم زمیندارہ ایجنسی
۲- بابو عبد الواحد صاحب کلرک محکمہ بارک ماسٹری

خاکسار - محمد عبد اللہ صاحب جنرل سکرٹری

انجمن احمدیہ لاہور کے کارکن

(۱) قاضی — حکیم محمد حسین صاحب قریشی

(۲) سکرٹری دعوۃ و تبلیغ — شیخ فضل احمد صاحب

(۳) سکرٹری تعلیم و تربیت — میاں عبد العزیز صاحب

(۴) سکرٹری امور عامہ — میاں فضل کریم صاحب وکیل

(۵) سکرٹری مال — بابو فضل دین صاحب

(۶) جنرل سکرٹری — ڈاکٹر عبید اللہ صاحب

جماعت احمدیہ آگرہ

خواجہ گل محمد صاحب کو جماعت احمدیہ آگرہ کا سکرٹری محصل اور خزانچی منظور کیا جاتا ہے ۔

غریب طلباء کیلئے امداد کی ضرورت

قادیان میں بعض مساکین اور یتیم - مستقل اور غیر مستقل عارضی طور پر پڑھنے کے لئے آتے رہتے ہیں - ان کے اخراجات و تعلیم کے انتظام کے واسطے - انجمن کو سخت مشکلات رہتی ہیں - جس قدر لوگ یہاں پڑھنے کے لئے آتے ہیں ان سب کا انتظام انجمن کے لئے مشکل ہے - گو انجمن اپنی گنجائش کے مطابق ہر چند کوشش کرتی ہے - ایسے غیر مستطیع طالب علموں کی امداد کے لئے اگر بیرونی اصحاب کچھ تھوڑی سی توجہ فرمائیں - تو ان کا خاطر خواہ انتظام ہو سکتا ہے - امداد کی یہ صورتیں ہو سکتی ہیں ۔

(۱) اگر کوئی مالی امداد بطور وظیفہ ماہوار - یا غیر معینہ رقم سے کر سکیں - تو کی جایا کرے ۔

(۲) کتب درسی - جو کسی کے بچے کے امتحان پاس کر لینے کے بعد فارغ ہوں - قادیان بھیج دی جایا کریں تا وہ یہاں یتیم و غریب لڑکوں کے کام آسکیں ۔

(۳) کتب حضرت مسیح موعود جو کسی کے پاس زائد ہوں - وہ بھی یہاں بھیج دی جایا کریں - جو نو مسلموں اور غیر مستطیع بھائیوں کو پڑھنے کے لئے دی جایا کریں ۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

دین کو دُنیا پر مقدّم کرنیکا عملی ثبوت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنے ایک خطبہ میں فرماتے ہیں

"وصیت کا معاملہ نہایت ہی اہم معاملہ ہے - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اسے ایسی خصوصیت بخشی ہے اور اللہ تعالٰی کے خاص الہامات کے ماتحت اسے قائم کیا ہے - کہ کوئی مومن اس کی اہمیت اور عظمت کا انکار نہیں کر سکتا - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا قائم کردہ سارا نظام ہی آسمانی اور خدائی اور الہامی نظام ہے - مگر وصیت کا نظام ایسا نظام ہے جو خدا تعالٰی کے خاص الہام کے ماتحت قائم کیا گیا ہے باقی امور ایسے ہیں جو عام الہام کے ماتحت قائم کئے گئے ہیں - مگر وصیت کا مسئلہ ایسا ہے - جو خاص الہام کے ماتحت قائم کیا گیا ہے - اور وصیت کا مسئلہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ایک عملی ثبوت ہے "

جن اصحاب نے ماہ مئی ۱۹۳۱ء سے لے کر ماہ جولائی ۱۹۳۱ء تک وصیتیں کر کے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی ثبوت پیش کیا ہے - ان کے نام شکریہ کے ساتھ شائع کئے جاتے ہیں ۔

(۱) مسماۃ صغرا بیگم صاحبہ زوجہ منشی کریم بخش صاحب دہلی

(۲) میاں برکت علی صاحب فیض اللہ چک ضلع گورداسپور

(۳) چوہدری عبد الرحمن خان صاحب ڈیرہ اسماعیل خاں

(۴) مسماۃ رحمت بی بی صاحبہ بیوہ قادیان ضلع گورداسپور

(۵) مہر شادی صاحب ننگل باغبانان متصل قادیان

(۶) مسماۃ فضل النساء صاحبہ بیوہ مستری نظام الدین صاحب لاہور

(۷) چوہدری غلام علی صاحب قادر آباد ضلع سیالکوٹ

(۸) مسماۃ رحیم بی بی صاحبہ زوجہ محمد ابراہیم صاحب گوہد پور ضلع سیالکوٹ

(۹) میاں طفیل محمد صاحب بنگہ ضلع جالندہر

(۱۰) مسماۃ رسول بی بی صاحبہ زوجہ چوہدری عبد الحمید صاحب لویری والہ ضلع گوجرانوالہ

(۱۱) میاں نبی بخش صاحب بن باجوہ ضلع سیالکوٹ

(۱۲) مولوی محمد صادق صاحب مبلغ جماعت احمدیہ سماٹرا

(۱۳) بابو صلاح الدین احمد صاحب - بی اے کالکا ضلع انبالہ

(۱۴) میاں اللہ دتا صاحب پنڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات

(۱۵) امۃ الحفیظ صاحبہ زوجہ ڈاکٹر عبد القیوم صاحب تترگری ضلع گوجرانوالہ

(۱۶) امام بخش صاحب ساکن راہوں

(۱۷) ڈاکٹر سید مقبول عالم شاہ صاحب چک ۲۷۵ ضلع لائلپور

(۱۸) حافظ صدر الدین صاحب رائے پور ضلع سیالکوٹ

(۱۹) مسماۃ رحمت بی بی صاحبہ زوجہ چوہدری غلام حسین صاحب تلونڈی عنایت خاں ضلع سیالکوٹ

(۲۰) چوہدری فتح محمد صاحب سیال - ایم اے ناظر اعلٰی صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور

(۲۱) چوہدری عبد الحمید صاحب بھٹی ضلع شیخوپورہ

(۲۲) چوہدری احمد بخش صاحب ولد روشن صاحب میانوال اراعیاں ضلع جالندہر

علاوہ ازیں اسی عرصہ میں اور بھی بہت سی وصایا ہو رہی ہیں - جو تا حال زیر تکمیل ہیں یا بمراد رفع اعتراض موصی صاحبان کی خدمت میں واپس کی گئی ہیں ۔ بعد تکمیل و رفع اعتراضات ان اصحاب کے نام شائع کر دئے جائیں گے ۔

سکرٹری مجلس کار پرداز مقبرہ بہشتی قادیان

مراسلات

مصنف "عشرۂ کاملہ" کی کھلی چٹھی کا جواب

مولوی ثناء اللہ صاحب کی بے جا مداخلت

ناظرین کرام! منشی محمد یعقوب صاحب مصنف عشرہ کاملہ نے اپنی کتاب کے جواب پر ایک ہزار روپیہ انعام کا اعلان کیا تھا۔ اس لئے تفہیمات ربانیہ کے چھپنے پر میں نے انہیں ثالثان کے تقرر کے لئے دعوت دی۔ تا انعام کا فیصلہ ہو سکے۔ مگر انہوں نے چھ ماہ گزر جانے پر بھی اس امر کی طرف کوئی توجہ نہیں فرمائی۔ میں وہ تمام خط و کتابت الفضل (۱۹ مئی) میں شائع کر چکا ہوں۔ اس کے بعد مصنف عشرہ کاملہ نے مجھے ایک خط لکھا۔ اور اخبار اہلحدیث ۲۶ جون میں میرے نام ایک کھلی چٹھی شائع کرائی ہے۔ جس میں "شرمناک حرکت" وغیرہ مہذبانہ الفاظ میں آپ نے اس بات پر افسوس کیا ہے۔ کہ میں نے یہ کیوں لکھ دیا۔ کہ منشی صاحب نے میرا آخری رجسٹرڈ خط لینے سے انکاری ہو کر واپس کر دیا۔ آپ نے رجسٹری کی واپسی کا باعث یوں ذکر فرمایا ہے:۔

"میں اواخر ایام ماہ اپریل میں بوجہ دورہ اور شروع مئی میں بوجہ رخصت نروانہ نہیں رہا۔ کیونکہ امتحان کی تاریخ ۱۴ مئی ۱۹۳۱ء تھی۔ جس کے لئے میں ہفتہ کی رخصت لے کر پہلے پٹیالہ اور پھر لاہور رہ کر ۲۰ مئی کو نروانہ واپس پہنچا۔ جہاں ڈاکخانہ والوں کی طرف سے مجھے علم ہوا۔ کہ قادیان سے ایک رجسٹرڈ لفافہ میرے نام آیا تھا۔ جو پہلے بوجہ میرے دورہ میں ہونے کے حسب معمول چند روز امانت میں رکھا گیا۔ اور دورہ ختم کرتے ہی میرے رخصت پر چلے جانے کی وجہ سے واپس کر دیا گیا۔ کیونکہ ڈاکخانہ والے ایک خاص میعاد سے زیادہ ایسے خطوط وغیرہ کو نہیں رکھ سکتے۔"

منشی صاحب کے اس بیان سے میرے رجسٹری خط کا ثبوت مل گیا واپسی کا جو قصہ انہوں نے ذکر فرمایا ہے۔ وہ درست نہیں۔ کیونکہ میرے رجسٹرڈ ملفوف پر ڈاکخانہ والوں کے حسب ذیل تین ریمارکس موجود ہیں ۲۴ اپریل کو لکھا گیا۔ "مکتوب الیہ باہر دورے پر گیا ہوا ہے۔ آنے پر تقسیم کیا جائیگا۔" ۲۷ اپریل کا ریمارک حسب ذیل ہے۔ "مکتوب الیہ کہتا ہے۔ کہ ایک ہفتہ بعد وصول کرونگا۔ لہذا امانت میں رہے۔" اس کے بعد سرخی سے Refused یعنے انکاری لکھا گیا ہے اور خط واپس کر دیا گیا۔ اصل لفافہ موجود ہے۔ اگر منشی صاحب چاہیں تو پوسٹ ماسٹر صاحب نروانہ کے ریمارکس دیکھنے کے لئے اصل لفافہ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ پس یہ امر نہایت واضح ہے کہ رجسٹری خط منشی صاحب نے واپس کیا۔ اور میرے پاس Refused کے ریمارک کے ساتھ پہنچا۔ اور ڈاکخانہ والوں کے الفاظ سے بھی عیاں ہے کہ منشی صاحب نے دانستہ اس کو واپس کر دیا۔ لہذا منشی صاحب کا اس اشاعت کو میری "غلطی" "زیادتی" "شرمناک حرکت" "طفلانہ ذرائع" اور "بہتان عظیم" قرار دینا۔ اور اس کی تردید کی خواہش کرنا بہت بڑی جرأت ہے۔ یہ تو وہی بات ہے۔ کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ امید ہے منشی صاحب کی غلط فہمی دور ہو چکی ہوگی۔

منشی صاحب نے تحریر فرمایا ہے:۔

"آپ نے دسمبر گزشتہ میں اس (عشرہ کاملہ نیز رسالہ تحقیق لاثانی) ناقل کا جواب بنام تفہیمات ربانیہ شائع کر کے مجھے انعامی مقابلہ کے لئے چیلنج دیا ہے۔ اور اس بارہ میں میری اور آپ کی خط و کتابت ۱۵ دسمبر ۱۹۳۱ء سے جاری ہے جسے پوری تفصیل سے آپ نے ۱۹ مئی ۱۹۳۱ء کے الفضل میں شائع کرایا ہے۔" (اہلحدیث)

گویا ہم نے خط و کتابت کو من و عن شائع کر دیا۔ اور اس بارہ میں آپ کو کوئی شکایت نہیں ہے۔ لیکن اس عبارت میں منشی صاحب کا فقرہ "مجھے انعامی مقابلہ کے لئے چیلنج دیا ہے" سراسر غلط ہے۔ کیونکہ ہم نے انعامی مقابلہ کے لئے چیلنج نہیں دیا۔ ہاں ہم نے مصنف عشرہ کے انعامی چیلنج کو منظور کر کے (۱) روپیہ جمع کرانے (۲) تقرر ثالثان (۳) غیر مسلم ثالث کے نام کا مطالبہ کیا تھا۔ جس کی طرف آپ نے قطعاً توجہ نہیں کی۔ لہذا مجبوراً تمام خط و کتابت شائع کر دی۔ یہ کوئی جرم نہیں۔ گناہ نہیں۔ پھر ناراضگی کیوں ہے۔ آپ الفاظ کو توڑ مروڑ کر حقیقت پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش نہ فرمائیں۔

ہم نے رجسٹرڈ خط کے متعلق اوپر ذکر کر دیا ہے لیکن اگر بالفرض وہ خط آپ کو نہ ملا تھا۔ اور ڈاکخانہ والوں نے کسی پرانی دشمنی کا بدلہ لینے کے لئے Refused لکھ کر آپ کو بدنام کر دیا تھا۔ ورنہ در حقیقت آپ فیصلہ کے لئے تیار رہتے۔ تو پھر آپ نے اس کھلی چٹھی میں میرے کسی مطالبہ کا ہی جواب دیا ہوتا۔ باوجودیکہ آپ نے میرا آخری خط (الفضل ۱۹ مئی) میں مطبوعہ پڑھ لیا۔ پھر بھی آپ نہایت سادگی سے تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس کے بعد اصل معاملہ میں مجھے مخاطب کریں۔ اور اپنی واپس شدہ چٹھی یا اس کی نقل سلسلہ خط و کتابت کی بحالی کے لئے ارسال کریں جس کا جواب دیا جائیگا۔"

بندۂ خدا! اگر آپ کے پاس معقول جواب ہے۔ اور آپ کی مرضی فیصلہ کرنے کی ہے۔ تو مطبوعہ چٹھی کے بعد نقل کی کیا ضرورت اور اس کے میرے پاس حسب معمول "بھیجنے کے مطالبہ کا کیا مطلب؟ آپ صاف جواب تحریر فرما دیتے۔ کیا یہ طریق کھلا فرار نہیں ہے؟

سیدھی بات تھی۔ کہ آپ نے عشرہ کاملہ کے جواب پر ہزار روپیہ انعام کا اعلان کیا تھا۔ میں نے ۔ ۔ ۔ اس کا جواب لکھا تھا۔ اب ہر دو کتب ثالثان کو دے کر فیصلہ کرا لیا جائے۔ مگر آپ کو فیصلہ کرانا منظور نہیں۔ اس لئے آپ نے یہ بہانہ نکالا۔ کہ میں تفہیمات ربانیہ کا جواب لکھوں گا۔ اور جب وہ کتاب چھپ جائے گی۔ تب تقرر ثالثان ہوگا۔ اس پر میں نے مندرجہ ذیل طریقہ ہائے فیصلہ پیش کئے۔

اول۔ انعامی اعلان میں جواب الجواب لکھنے کی کوئی شرط نہیں اس لئے اب اس کا کوئی حق نہیں۔ دوم۔ قانوناً و عرفاً آخری پرچہ مجیب کا ہوتا ہے۔ آپ معترض ہیں۔ میں مجیب ہوں۔ اس لئے میری تحریر پر معاملہ ختم کر کے ثالثان کے سپرد کرنا ضروری ہے۔ سوم۔ آپ ثالثوں کا تقرر کر لیں۔ اور جواب الجواب لکھنے کا معاملہ بھی ان کے سپرد کر دیں۔ اور وہ فیصلہ کریں۔ کہ انعامی چیلنج کے مطابق کیا طریق ہونا چاہیئے۔ اور وہ جو فیصلہ کریں۔ وہ ہم دونوں منظور کریں۔ چہارم آپ ثالث تجویز کر لیں عشرہ کاملہ اور تفہیمات ربانیہ ان کو دیدی جائیں۔ آپ کے میرے جوابات پر جو جو اعتراض ہوں۔ آپ وہ پیش کریں۔ میں ان کا جواب دوں اور ثالث علاوہ کتابوں کی جرح اور جواب جرح کو ملحوظ رکھ کر حلفیہ فیصلہ تحریر کریں۔

دنیا میں ایسے فیصلہ کی یہ چار ہی صورتیں تھیں مگر آپ نے کسی ایک کو بھی منظور نہ فرمایا۔ آپ کی خط و کتابت اس پر گواہ ہے۔ کھلی چٹھی شاہد ہے۔ اب آپ ہی فرمایئے۔ کہ آپ سے خط و کتابت جاری رکھی جائے تو کس غرض کے لئے؟ معقول جواب آپ دے نہیں سکتے۔ بلکہ خط واپس کر دیتے ہیں اور لاطائل باتوں میں وقت ضائع فرماتے ہیں۔ میں آپ کو مشورہ دونگا کہ جب آپ انعامی چیلنج پر ثابت قدم نہیں رہ سکتے۔ تو اس قدر اپچا پیچی کی کیا ضرورت ہے؟ صاف منکر ہو جایئے۔ کوئی آپ کا کیا بگاڑ لیگا؟

مولوی ثناء اللہ صاحب کی مداخلت اور مغالطہ دہی

مولوی ثناء اللہ صاحب نے منذکرہ صدر کھلی چٹھی کو شائع کرتے ہوئے ابتداء میں لکھا ہے۔ "ریاست پٹیالہ سے ایک کتاب عشرہ کاملہ مصنفہ منشی محمد یعقوب صاحب تردید قادیان شائع ہوئی۔ جس میں مصنف نے جواب کے لئے ایک ہزار روپیہ بعد فیصلہ ثالث دینے کا وعدہ لکھا۔ اس کا جواب قادیان سے منجانب مولوی اللہ دتا نکلا۔ تو مجیب نے مصنف سے ایک ہزار روپیہ انعام کا تقاضا کیا مصنف نے کہا۔ میں سب انعام دینے کو تیار ہوں۔ مگر بدو شرط (۱) ایک یہ کہ جواب الجواب میں لکھوں۔ (۲) عشرہ کاملہ آپ کا جواب اور میرا جواب الجواب ثالث دیکھ کر آپ کو مستحق انعام قرار دے۔ مصنف نے اپنے اس دعوی پر یہ دلیل دی کہ میں مدعی ہوں قانون مروجہ عدالت ہے۔ کہ مدعی کی تقریر اول آخر ہوتی ہے۔ مجیب نے کہا۔ تم مدعی نہیں ہو۔ بلکہ معترض ہو۔ مجیب میں ہوں۔ لہذا میرے جواب پر قصہ ختم ہونا چاہیئے۔ بہر حال ابھی تک ان دونوں صاحبوں کا فیصلہ کرانے کے متعلق فیصلہ نہیں ہوا۔"

ناظرین کرام! مولوی ثناءاللہ صاحب کی اس عبارت سے دو امر روز روشن کی طرح ثابت ہیں اول یہ کہ عشرہ کاملہ "بر تردید قادیان" شائع ہوئی - اور خاکسار نے اس کا جواب دیا ہے - یعنی منشی محمد یعقوب معترض ہیں اور میں مجیب ہوں - دوم منشی صاحب نے جواب الجواب کی شرط انعامی چیلنج میں ذکر نہیں کی تھی بلکہ میرے مطالبہ انعام پر زائد کی ہے اس اظہار حقیقت کے بعد مولوی صاحب ہماری مداخلت" کے عنوان سے لکھتے ہیں - :

"کچھ شک نہیں کہ آج کل کے قادیانی مصنف ایک وکیل کی حیثیت رکھتے ہیں یعنی اصل مدعی مرزا صاحب متوفی ہیں - اور امت مرزائیہ ان کے وکیل ہیں اور یہ تو قانون شریعت اور قانون عدالت ہے کہ مدعی کسی امر کا اقبال کرے تو وکیل انکار نہیں کر سکتا - کرے تو قابل قبول نہیں - پس ہم اس بارے میں جناب مرزا صاحب ہاں بقول امت مرزائیہ سلطان القلم بلکہ رئیس المتکلمین بلکہ موجد کلام جدید کا اصول بیان کرتے ہیں - اول تقریر کرنے کا ہمارا حق ہوگا کیونکہ ہم معترض ہیں پھر پنڈت صاحب برعایت شرائط تہذیب جو چاہیں گے جواب دیں گے پھر اس کا جواب الجواب ہماری طرف سے گذارش ہوگا اور بحث ختم (اشتہار ۱۰ جون ۱۸۹۳ء) ہمارے خیال میں مصنف عشرہ اور مجیب کا معاملہ بالکل یہی ہے مجیب مان چکا ہے کہ مصنف عشرہ معترض ہے - اس لئے حسب فیصلہ مرزا صاحب مصنف عشرہ کاملہ کا مطالبہ صحیح ہے آئندہ اختیار بدست مختار"

(اہل حدیث ۱۹ جون ۱۹۳۱ء)

معزز قارئین! مولوی صاحب نے اس عبارت میں اپنی بے جا مداخلت کے دوران میں بین السطور یہ اعتراف تو کر لیا ہے - کہ اصول مناظرہ اور مروجہ علم کلام کی رو سے مصنف عشرہ کا مطالبہ صحیح نہیں ہاں مولوی صاحب "عقر فی فطرت" کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک حوالہ کو ناتمام پیش کر کے مغالطہ دینا چاہتے ہیں اولاً یاد رکھنا چاہئیے - کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اصولاً یہی تسلیم فرمایا ہے - کہ پہلی اور آخری تحریر مدعی کی چاہئیے چنانچہ اشتہار ۳۱ اکتوبر ۱۸۹۱ء میں تحریر فرماتے ہیں :

"پرچے بحث کے تین ہوں گے مولوی صاحب کی طرف سے بوجہ مدعی حیات ہونے پہلا پرچہ ہوگا - پھر ہماری طرف سے جواب ہوگا"

گویا حضرت اقدس نے پہلا پرچہ مدعی کا تسلیم کیا ہے - اور آخری بھی - لہٰذا حضرت اقدس کی طرف یہ منسوب کرنا کہ آپ نے معترض کے لئے اصولاً پہلی اور آخری تحریر رکھی ہے سراسر غلط ہے ثانیاً مولوی ثناءاللہ صاحب نے جس اشتہار کا حوالہ دیا ہے - اس کے ابتدائی الفاظ حسب ذیل ہیں :

"سوامی دیانند سرسوتی صاحب نے بجواب ہماری اس بحث کے جو ہم نے روحوں کا بے انت ہونا باطل کر کے غلط ہونا مسئلہ تناسخ اور قدامت سلسلہ دنیا کا ثابت کیا تھا - سرفتہ تین کس آریہ سماج والوں کے یہ پیغام بھیجا ہے - کہ اگرچہ ارواح حقیقت میں بے انت نہیں ہیں - لیکن تناسخ اسی طرح برہمیشہ بنا رہتا ہے کہ جب سب ارواح مکتی پا جاتے ہیں - تو پھر بوقت ضرورت مکتی سے باہر نکالی جاتی ہیں اب سوامی صاحب فرماتے ہیں - کہ اگر ہمارے اس جواب میں کچھ شک و شبہ ہو تو بالمواجہ بحث کرنی چاہئیے"

گویا ایک تحریری سلسلہ بحث کو سوامی دیانند صاحب تقریری میں بدلنا چاہتے تھے اور کہتے تھے - کہ اگر ہمارے اس جواب میں کچھ شک ہو - تو بحث کر لو - گویا مدعی اپنے اس جدید دعویٰ کو پیش کر کے معترض کو اعتراض کرنے کی دعوت دیتا تھا - لہٰذا اس سلسلہ میں معترض کا اعتراض ہی اول ہونا چاہئیے - الغرض حضرت اقدس نے اس جگہ جو شرط تجویز فرمائی تھی - وہ حالات کے مطابق اور سوامی دیانند جی کے منشاء اور چیلنج کے مطابق ہے پھر کیا اعتراض :

ثالثاً - تحریری مناظرہ کو سوامی دیانند جی نے تقریری بحث کی صورت دینی چاہی تھی - لہٰذا یہ مجوزہ صورت اسی حالت میں ہے - میں آج بھی مصنف عشرہ کاملہ سے بشرطیکہ وہ اب تحریری سلسلہ کو تقریری گفتگو سے بدلنا چاہیں - یہی فیصلہ کرنے کے لئے تیار ہوں - یعنی میں یہ بھی منظور کرتا ہوں - کہ ثالثان کے سامنے مصنف عشرہ کاملہ تقریری طور پر میری کتاب تفہیمات ربانیہ کے جوابات پر اولاً اعتراض کریں - میں جواب عرض کر دوں - پھر وہ آخر میں میرے جواب پر تقریری تنقید کر دیں - مگر میں یقین رکھتا ہوں کہ مصنف عشرہ اس کے لئے بھی تیار نہ ہوں گے ؛

بہرحال مولوی صاحب کا پیش کردہ حوالہ ان کے لئے اور منشی محمد یعقوب کے لئے مفید نہیں - بالآخر میں یہ بھی لکھ دینا چاہتا ہوں - کہ میں نے منشی محمد یعقوب صاحب کے انعامی چیلنج کے ضمن میں ان پر اتمام حجت کر دی ہے انہوں نے کوئی طریق فیصلہ منظور نہیں کیا - ان کی خط و کتابت سے حقیقت کھل چکی ہے - وہ محض بودے عذرات ذکر کر کے بات کو بلا وجہ طول دے رہے ہیں بھلا یہ بھی کوئی بات ہے - کہ میرے آخری خط کو وہ الفضل میں مطبوعہ پڑھنے کے بعد بھی معقول جواب نہیں دیتے - ہاں یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہی خط پھر بذریعہ ڈاک بھیجو تب جواب دوں گا - یہ رکیک باتیں کوئی منصف مزاج نہیں کر سکتا - اس لئے میں اس اعلان کے ذریعہ اہل انصاف ناظرین پر واضح کرتا ہوں - کہ مصنف عشرہ کاملہ نے اپنے انعامی اشتہار سے کھلا کھلا فرار اختیار کیا ہے - ہم نے ہر طرح سے ان پر حجت تمام کر دی ہے - اب ان کی کوئی بات قابل سماعت نہ ہوگی جب تک کہ ثالثان کا تصفیہ اور انعامی رقم کسی غیر مسلم کے پاس جمع نہ کرا دیں - ہم بزرگان بلاد عرب یا دیگر نوٹ - میں ایک ہفتہ کے اندر اندر بلاد اسلامیہ میں تبلیغ کے لئے جا رہا ہوں - انشاءاللہ تم منشی محمد یعقوب صاحب اگر معقول طریق فیصلہ اختیار کر لیں - تو میری غیر حاضری میں بھی تصفیہ ہو سکتا ہے - میں اپنی طرف سے کسی دوست کو نمائندہ مقرر کر دوں گا - انشاءاللہ تم

خاکسار ابوالعطاء اللہ دتا - جالندھری - قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کا خاندان موتی سرمہ ہی پسند کرتا ہے

ضعف بصر۔ کگرے۔ جلن۔ خارش چشم۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی رتوندا۔ ابتدائی موتیا بند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائینگے۔ حضرت حکیم الامتہ نورالدینؓ کے صاحبزادگان تحریر فرماتے ہیں کہ

"پچھلے دنوں عزیز عبدالباسط کو آشوب چشم اور کگروں کی تکلیف تھی۔ اس سے قبل اڈبھی کئی ایک ادویہ استعمال کی گئیں۔ کوئی فائدہ نہ ہوا۔ مگر آپ کا موتی سرمہ بہت مفید اور کامیاب رہا۔ درحقیقت بہت ہی قابل قدر چیز ہے" اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ حضرت حکیم الامتہ کا اصل نسخہ کس کے پاس ہے۔ اور پھر کون اسے زیادہ احتیاط سے تیار کرتا ہے اور آپ کا خاندان مبارک کس سرمہ کو پسند فرماتا ہے۔ لہذا آپ کو بھی یہی بہترین مفید اور مقبول عام موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے۔ محصولڈاک علاوہ۔

امراض معدہ کا موسم

آجکل امراض معدہ وپیٹ کا موسم ہے۔ اور ان میں سب سے خوفناک ہیضہ ہے۔ لہذا ہماری ساختہ مشہور اور مقبول عام دوا "اکسیر معدہ" ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ باؤگولہ پیٹ کا گڑگڑ ہونا۔ کھٹی ڈکاریں۔ قے۔ جی کا متلانا۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ قبض و اسہال۔ ریاح کے لئے تیر بہدف اور بہترین حفظ ماتقدم و کامیاب علاج ہے۔ ایڈیٹر صاحب فاروق اور مولانا نیّر صاحب نے بعد از استعمال بہت پسند فرمایا۔ قیمت فی شیشی دو روپے جو مدت کے لئے کافی ہے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر البدن کے استعمال سے زمانۂ شباب یاد آگیا

جناب سید حبیب الرحمٰن صاحب احمدی عرف شاہ ابراہیم صاحب قادری جاگیردار ضلع ناندیڑ (دکن) تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میں نے آپ کی مرسلہ اکسیر البدن کو استعمال کیا۔ حقیقتاً بہترین چیز ہے۔ اگرچہ میری عمر ۴۲ سال ہے۔ مگر اکسیر البدن کے استعمال سے زمانۂ شباب یاد آگیا۔ میں نے اپنے دیگر اصحاب کے لئے بھی منگوائی۔ وہ بھی بہت مداح ہیں"

یقیناً اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی بہترین مقوی دوا ہے۔ جو جملہ دماغی اور جسمانی اعصابی کمزوریوں کو دور کرنے کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانے میں لاثانی ہے۔ اگر آپ کو اپنی صحت کی کچھ بھی فکر ہے۔ تو فی الفور اس کا استعمال شروع کر دینا چاہیئے۔

موسم برسات میں ملیریا کی عام شکایت شروع ہو جاتی ہے۔ یہ دوا بہترین مقوی ہونے کے علاوہ ظالم ملیریا جو انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ کو روکنے اور اس سے پیدا شدہ کمزوری و عوارض کو دور کرنے کے لئے بھی تیر بہدف ہے۔ چنانچہ شیخ فخرالدین صاحب زمیندار کوراٹی سے لکھتے ہیں۔ کہ اکسیر البدن ملیریا میں بہت مفید ثابت ہوئی۔ سب کمزوری جاتی رہی۔ ایک شیشی اور بھیجئے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک پانچ روپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ

مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

بے روزگاری سے نجات

اگر آپ کم سرمایہ سے معقول منافع چاہتے ہیں۔ تو ہم سے چین۔ جاپان۔ فرانس۔ یورپ۔ امریکہ اور ہندوستانی ملوں کے تازہ چالان کے بالکل نئے اور دلکش نہایت ہی دلفریب ڈیزائن کی پارچات سالم تھان اور کٹ پیس منگوا کر تجارت کریں۔

سینل کی گانٹھ پچاس روپے میں بھیجی جاتی ہے۔ اس سے یکصد روپے کے کپڑے تیار ہو سکتے ہیں۔ تجارت پیشہ لوگ کی گانٹھیں تھوک نرخ اٹھائیں۔ بڑے گانٹھیں ساڑھے یارانڈ کے رعایتی نرخ کمپنی سے ایسا مال دو صد یارڈ اڈ روپے پر طلب کر کے فائدہ بیوپاری ولایتی سربند چار صد ۸۰ روپے پر طلب کریں۔ جو کسی اسی نرخ پر نہیں ملیگا

> پُرانے کوٹوں کا موسم آرہا ہے۔ ابھی سے آرڈر بھیجیں۔ تاکہ وقت پر مال گاڑی سے مال آسانی سے پہنچ جائے۔ جملہ گانٹھیں امریکہ کی سربند ہونگی۔ مال نہایت عمدہ نئے کے برابر ہوگا۔

مال گاڑی کا پورا کرایہ پارچات یا کوٹوں کا بذمہ کمپنی ہوگا۔ برساتی کوٹ نئے عمدہ درجہ دوم ساڑھے سات روپے فی عدد اور درجہ اول ۹ روپے ۱۲ فی عدد کے حساب سے طلب کریں۔

جملہ آرڈروں کے ہمراہ پچیس فیصدی کے حساب سے رقم پیشگی آنی لازمی ہے۔ بوٹوں اور سلیپروں کے خریدار بھی خط و کتابت سے طے کریں۔

معقول تنخواہ اور کمیشن پر دیانتدار ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ جو تھوڑا بہت سرمایہ رکھتے ہوں نیک نیتی سے روزگار کرنے والے فوراً معاملہ طے کر لیں:

دی اینگلو امریکن ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ برانچ آفس بمبئی نمبر ۸

صابون بنانا سیکھ لو

چھ روپے من کا ہم وہ صابون آپ کو سکھائیں گے۔ جو سولہ روپے من آپ بآسانی فروخت کر کے دس روپے منافع کھلا حاصل کر لیں گے۔ بعض لوگوں کی بیسیوں من صابون کی روزانہ فروخت ہے جنھوں نے تھوڑا عرصہ قبل چند پیسوں سے ابتداء کی تھی۔ صرف دس سیر صابون روزانہ بیچ لینا دو اڑھائی روپے کی کمائی ہے۔ جس کے سامنے پچاس روپے کی ملازمت بالکل ہیچ ہے۔

ہمّتِ مرداں مددِ خدا

دس سیر چیز ہی کیا ہے۔ معمولی قصبہ میں ایک دو من مال جوان آدمی روزانہ کھپا سکتا ہے۔ اسلئے بے روزگار بھائیوں کو ہمارا ہمدردانہ مشورہ ہے۔ کہ ہم سے نہایت اعلیٰ اور کارآمد پُرمنافع بالکل بے نقص ادرسہل اور سستے صابون بنانا سیکھ لیں۔ اس سے بفضلہ تعالیٰ سب پریشانیاں جاتی رہینگی۔ گزشتہ آٹھ سال میں سیکھنے والے معزز احباب سلسلہ کی زبردست سندات ہمارے پاس محفوظ ہیں جن کو شائع کرانے کی گنجائش نہیں۔ اعتبار نہ آوے۔ تو نقول منگوا کر تسلی کر لیں۔ یہ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ انشاءاللہ یہ خاص نسخے آپ کو بڑا روپیہ خرچ کرنے سے بھی دستیاب ہونے مشکل ہیں۔ مگر ہمّت باندھ کر صبر و استقلال سے پانچ روپیہ کے معمولی سرمایہ سے آپ بسم اللہ کر کے شروع کر دیں۔ نتیجہ آپ کو پہلے ہی ماہ خوش کر دیگا۔ ہمّت آپ کا کام ہے۔ فضل منجانب اللہ ہے۔ اور صابون انگریزی دیسی کے عجائب معرکہ کے نادر و نایاب کل نسخہ جات سکھا دینا ہمارے ذمہ۔ دعویٰ خلاف تحریر ثابت ہوا۔ تو واپسی فیس کا وعدہ سچا۔ نسخہ جات چار روپے فیس میں بذریعہ وی پی بھیجے جائیں گے:

مینیجر کوہ نور سوپ ٹریننگ سکول لال کرتی میرٹھ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— لارڈ ریڈنگ سابق وائسرائے ہند ایک ۴۷ سالہ عورت مس چارناڈ کے ساتھ شادی کرنے والے ہیں۔ آج سے سات سال پیشتر جب لارڈ موصوف ہندوستان میں وائسرائے تھے۔ تو مس موصوفہ وائسریگل لاج میں ملازم تھی۔ لارڈ موصوف کی پہلی بیوی گذشتہ سال فوت ہو گئی ہے ؂

—— شملہ سے اس قسم کی خبریں آ رہی ہیں۔ کہ بعض اخبارات کے قابل اعتراض رویہ کے پیش نظر حکومت اس امر پر غور کر رہی ہے کہ اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں پریس ایکٹ پیش کر دیا جائے ؂

—— میمن سنگھ (بنگال) کے قریب بچھلیوں کے ایک تالاب پر ہندو مسلمانوں میں فساد ہو گیا جس میں ایک مسلمان ہلاک اور متعدد مجروح کئے گئے۔ بائیس مسلمان گرفتار کر لئے گئے ؂

—— جھنڈا کمیٹی کی رپورٹ پر کانگریس کی مجلس عاملہ نے غور کرتے ہوئے فیصلہ کیا ہے کہ قومی جھنڈے کے رنگ زعفرانی۔ سفید اور سبز ہوں گے۔ اور چرخہ کا گہرا نیلگوں نقشہ سفید رنگ کے مرکز میں ہو گا ؂

—— گورنر بمبئی اور سیشن جج کلکتہ پر قاتلانہ حملوں کی کانگرس کی مجلس عاملہ نے مذمت کی ہے۔ کبھی تو قاتلوں کی تعریف میں ریزولیوشن پاس کئے جاتے ہیں۔ اور کبھی ان کی مذمت کی جاتی ہے۔ کیا بے اصولا پن ہے ؂

—— حکومت کشمیر نے راجہ ہری کشن کول کو وزیر اعظم مقرر کیا ہے جنہیں پانچ ہزار ماہانہ تنخواہ ملیگی۔ لیکن ایک افواہ یہ بھی ہے کہ چونکہ ان کے روز افزوں رسوخ کی وجہ سے دیگر وزراء ان کے مخالف ہو رہے ہیں۔ اس لئے وہ مستعفی ہونا چاہتے ہیں۔ مرزا ظفر علی خاں سابق جج ہائی کورٹ لاہور کو کشمیر گورنمنٹ نے ہوم منسٹر مقرر کیا ہے ؂

—— ۷ اگست کو کانپور کی کمٹ پیس کی منڈی میں سے ساڑھے پانچ بجے شام ایک دلال ۹۵۰۱ روپیہ لے کر نکل رہا تھا۔ کہ دو نوجوانوں نے ریوالوروں سے گولیاں چلا کر روپیہ چھین لیا۔ اور بھاگ گئے۔ ان میں سے ایک حملہ آور گرفتار کر لیا گیا ؂

—— ۱۰ اگست کو چارسدہ سے تین میل کے فاصلہ پر ۲۵ مسلح ڈاکوؤں نے مسافروں سے بھری ہوئی ایک لاری کو روک کر لوٹ لیا۔ اور ایک دوسری جگہ ایک عورت کو زخمی اور دوسری کو ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد وہ سرحدی فوج کا لباس پہن کر ایک گاؤں میں گئے۔ اور ایک مکان کی تلاشی کے بہانہ سے لوٹ کر لے گئے ؂

—— معلوم ہوا ہے کہ حکومت کشمیر نے مولوی عبدالقدیر صاحب کو جسے سشن جج نے چھ سال قید کی سزا دی تھی۔ ریاست سے نکال دیا گیا ہے ؂

—— پنڈت مالویہ ۱۵ اگست کو لندن روانہ ہو جائیں گے اور اپنے ساتھ کئی برتنوں میں گنگا جل لے جائیں گے۔ نیز ایک رسوئیا بھی ساتھ ہو گا۔ کیا ضعیف الاعتقادی ہے ؂

—— اسمبلی کے سکرٹری نے صدر اور ارکان کے نام پر سرکلر جاری کیا ہے۔ کہ اطلاع دیں کہ آیا موجودہ مالی مشکلات میں اسمبلی کے اراکین کے الاونس میں کمی واقع ہو سکتی ہے ؂

—— خان بہادر شیخ نور الٰہی کے خلاف ہندوؤں نے جو بے ہودہ شورشر جاری کر رکھا تھا۔ اس سے مرعوب ہو کر حکومت نے محکمہ تعلیم کا وہ پرانا سرکلر جو شیخ صاحب کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔ فی الحال منسوخ کر دیا اور مزید تحقیقات کا وعدہ کیا ہے ؂

—— ۵ اگست کو لاہور میں دو سکھ نوجوانوں نے ایک یورپین لیڈی سے چھیڑ چھاڑ کی۔ جنہیں موقع پر ہی گرفتار کر لیا گیا ؂

—— ۷ اگست کو بمبئی میں گاندھی جی نے قاتلانہ حملوں کی قرارداد مذمت پیش کرتے ہوئے طویل تقریر کی۔ لیکن مجلس عاملہ کی کارروائی کے دوران میں ہی دو سو کے قریب نوجوان بھارت سبھا کے ممبر سرخ پوسٹر ہاتھوں میں لئے ہوئے جلسہ گاہ میں جلوس کی صورت میں گھس آئے۔ اور گاندھی برباد۔ گول میز کانفرنس برباد کے نعرے لگانے لگے۔

—— گاندھی جی نے حال میں قاتلانہ حملوں کی جو مذمت کی ہے۔ اس پر دہلی کے نوجوان کانگرسیوں نے ان سے بغاوت کر دی ہے۔ اور نوجوان بھارت سبھا پنجاب کی تعمیل میں ایک سو سے زیادہ نوجوان کانگرسیوں نے استعفے داخل کر دئے۔ اور گاندھی جی کی دل کھول کر مذمت کی ہے کہ کیوں انہوں نے تشدد کے خلاف اظہار نفرت کیا۔ ان کا بیان ہے۔ گاندھی جی حکومت برطانیہ کو خوش کرنے کے لئے ایسا کر رہے ہیں ؂

—— فساد سکندر آباد کے سلسلہ میں ۲۸ مسلمانوں پر ڈاکہ زنی اور چھ ہندوؤں پر بلوہ کے الزام میں مقدمات کی سماعت ملتان میں شروع ہو گئی ہے۔ ہندوؤں کے ایک نمائندہ نے شملہ میں گاندھی جی سے مدد کی درخواست کی مگر انہوں نے انکار کر دیا ؂

—— ۵ اگست کو سر تیج بہادر سپرو کرنل ہکسر کی معیت میں شملہ پہونچے۔ اور کشمیر کی صورت حالات کے متعلق وائسرائے ہند کے ساتھ گفتگو کی ؂

—— کہا جاتا ہے بعض مسلمانوں سے مہاراجہ صاحب سری نگر نے جب ملاقات کی۔ تو انہوں نے بتایا کہ ہم نے ہزاروں تار اور محضر نامے ارسال کئے ہیں۔ مگر کوئی جواب نہیں ملا۔ مہاراجہ صاحب نے صاف انکار کیا۔ کہ مجھے تو کچھ نہیں پہنچا۔ کلرک متعلقہ سے دریافت کیا گیا۔ تو اس نے بھی انکار کر دیا۔ اس پر مہاراجہ صاحب نے دفتر کی تلاشی کا حکم دیا۔ جہاں سے متعدد معروضات برآمد ہوئیں۔ دس پر مہاراجہ صاحب نے کلرک کی معزولی کا حکم صادر کیا ؂

—— کشمیر میں اس وقت تک دو درجن کے قریب ہندو پنڈت گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ جنہوں نے پولیس میں جھوٹی رپورٹیں دی تھیں۔ کہ مسلمانوں نے ہمیں لوٹ لیا۔ مگر ان کی تلاشی لینے پر انہوں نے جو اشیاء مال مسروقہ میں لکھائی تھیں۔ ان کے مکانات سے برآمد ہوئیں ؂

—— کشمیر کے خان بہادر ٹھاکر آغا حسین ریٹائرڈ ایجوکیشن منسٹر نے ایک ماہ ہوا۔ قیمتی کپڑے کا ایک تھان خرید کیا تھا۔ فساد کے بعد انہوں نے سری نگر کے متعدد ہندوؤں کو علیحدہ علیحدہ بلا کر دریافت کیا۔ کہ یہ تھان کس کا ہے سب نے اپنی ملکیت بتایا۔ آخر ٹھاکر صاحب نے پولیس کے افسر اعلیٰ کو بلا کر سارا واقعہ سنا دیا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہندو کس طرح شرارت پر تلے ہوئے ہیں ؂

—— ۲ اگست کو بمقام چونیاں بالمیکوں کی زبردست کانفرنس ہوئی۔ جس میں آدھرمیوں کے لئے گول میز کانفرنس میں نیابت کا مطالبہ کیا گیا۔ نیز جداگانہ انتخاب پر زور دیا گیا۔ حکومت سے استدعا کی گئی۔ کہ وہ اچھوت اقلیتوں کو پولیس میں بھرتی کرے۔ اور ان کے لئے مفت تعلیم کا انتظام کرے ؂

—— مرکزی سکھ لیگ کے سکرٹری نے گاندھی جی کو تار بھیجا ہے۔ کہ سکھ نمائندہ کے بغیر آپ کا گول میز کانفرنس میں شامل ہونا غداری کے مترادف ہے۔ آپ کے کہنے سے تین ہزار سکھ جیلوں میں گئے۔ چاہئے تو یہ کہ گاندھی جی سکھوں کی رضامندی کے بغیر شامل نہ ہوں ؂

—— معلوم ہوا ہے اٹک کے پل پر پولیس کا سخت پہرہ لگا دیا گیا ہے۔ تا کوئی سرخ پوش پنجاب کی طرف نہ آ سکے۔

—— نئے مقدمہ سازش لاہور کے ۲۷ ملزموں نے بھوک ہڑتال شروع کر دی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ انہیں تنہائی کوٹھری میں بند کر دیا گیا ؂

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا ؂